مسائلِ امامت

بنام تاریخی

رسالہ مباحث امامت

۲۹ ھجری ۱۳

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا حافظ سید شاہ غلام محی الدین قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بزمِ قاسمی برکاتی ○ ۱۲۳ چاولہ اسٹریٹ کھارادر کراچی ۲

مسائلِ امامت

بنامِ تاریخی

رسالہ مباحث امامت

۱۳ ہجری ۲۹

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا حافظ سید شاہ غلام محی الدین

قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بزم قاسمی برکاتی

۱۲۳۔ نزد اخوند مسجد کھارادر کراچی

نام کتاب .... رسالہ مباحث امامت

مصنف .... حضرت علامہ سید غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

سائز .... $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$

مطبع .... مشہور آفسٹ پریس کراچی

قیمت ....

(ناشر)

بزم قاسمی برکاتی

۱۲۳، نزد اخوند مسجد کھارادر کراچی

مصنّف کے حالاتِ زندگی

(از فقیر اولادِ رسول محمّد میاں قادری غفرلہٗ)

نام مبارک آپ کا غلام محی الدّین عرف فقیر عالم لقب ثابت حسن تھا۔ اور ایک دوسرا نام غلام حمید الدین بھی تھا۔ یہ سب آپ کے حضرت والد ماجد مرشد برحق سیّدنا شاہ ابو القاسم شاہ جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھے تھے۔ ولادت شریف آپ کی چوتھی ربیع الآخر شریف ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری میں بوقت شب چہار شنبہ مارہرہ میں آپ کے حضرات اب وجد کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعمیر فرمائی ہوئی محل سرائے خانقاہ برکاتی دیوان خانہ حضرت جد اعلیٰ برکات ثانی سید شاہ حقانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز النورانی میں ہوئی۔ بچپن میں اپنی جدہ ماجدہ اور والدہ ماجدہ قدست اسرارہما کے آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ اور خانقاہ برکاتی کی خادمہ مسماۃ مخمل آپا مرحومہ نے اور مارہرہ کے شرفاء میں سے بنت الفاطمہ دختر چودھری مومن علی خان کمبوہ نے آپ کو کچھ دنوں دودھ پلایا۔

رسم تسمیہ خوانی حضرت سیدی جد امجد بقیۃ الاسلاف حجۃ الاخلاف حضرت شاہ محمد صادق تاجدار مسند قادری برکاتی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے ادا فرمائی قاعدہ بغدادی اور قرآن مجید حفظ ڈیڑھ پارہ تک، حافظ عبد الحفیظ صاحب خلف استاذی حافظ عبد الکریم صاحب ملک پوری مرحومین نے پڑھایا۔ باقی تمام قرآن مجید برعایت قواعد تجوید استاذ محترم حافظ شاہ عبد الکریم صاحب قادری برکاتی آل رسول ملک پوری مرحوم و مغفور نے حفظ کرایا۔ بارہ برس کے سن میں حضرت

کل قرآن کے حافظ جید دور وغیرہ سب سے فارغ ہوگئے تھے۔ رسم تسمیہ خوانی جب آپ کی عمر شریف چار برس چار مہینہ چار دن کی ہوئی تو معمول اکابر کرام کے مطابق ادا ہوئی۔ اور اس کے بعد جب ابتدائی قاعدہ پڑھکر قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ساتھ ہی ساتھ حفظ بھی کرتے گئے۔

آواز آپ کی قدرتی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی اچھی تھی۔ اس پر قواعد تجوید سے پڑھنا سننے والوں پر عجب طرح کی حالت جذب و وجد پیدا کرتا تھا۔ اور آپ بہت ہی خوش الحانی سے پوری رعایت قواعد تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے تھے۔ جسے آج تک آپ کے دونوں وطن مارہرہ وسیتاپور کے سننے والے ذوق وشوق سے یاد کرتے ہیں۔ اور بعد حفظ کمسنی کے عالم میں ایک بار آپ نے جب لکھنؤ کی مشہور مسجد دھنیا مہری میں قرآن عظیم سنانا شروع کیا تو لکھنؤ کے دور دور کے محلوں سے سامعین کے ٹھٹھ لگ گئے۔ دو بار آپ نے پورے قواعد تجوید کے ساتھ بہت ترتیل سے پورا قرآن مجید ایک ایک شب میں اپنے حضرت جدامجد قدس سرہ کی تعمیر کردہ مسجد شریف صادقی واقع محلہ تامسین گنج سیتاپور میں سنایا۔ اور بعد حفظ اکثر سالوں میں ماہ مبارک میں دو دو پارے کر کے قرآن کریم سنایا کرتے۔ یاد بہت پختہ تھی۔ اور ساتھ ہی نہایت صحت سے پڑھتے تھے۔ اس کی حاجت نہیں تھی کہ پیچھے کوئی حافظ بتانے والا موجود ہو جب ہی پڑھیں۔ اور پنج آیت شریف میں تو قرآن کریم بہت بچپن سے ہی بڑے بڑے مجمعوں میں بے تکان پڑھا کرتے تھے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ سیتاپور کے سُنّی دیندار تحصیلدار منشی ولایت احمد صاحب کاکوروی مغفور کے یہاں سیتاپور میں مجلس میلاد مبارک تھی اور حضرت اپنے والد ماجد مرشد برحق کی ہمراہی میں حاضر مجلس شریف تھے۔ پنج آیت

شریف پڑھی جارہی تھی جب سورہ بقرہ مبارکہ کی ابتدائی آیات اور اس کے بعد جو آیات کریمہ پڑھی جاتی ہیں ان کے پڑھنے کی نوبت آئی تو ہر چند حضرت کے والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ نے پڑھنے کے لئے فرمایا مگر حضرت نہایت غور سے جس مکان میں مجلس مبارک ہو رہی تھی اس کی دیوار کے اوپر دیکھتے رہے۔ اور کچھ نہ پڑھا۔ جب بعد ختم مجلس شریف حضرت کے مرشد برحق قدس سرہ العزیز نے نہ پڑھنے اور غور سے دیوار کے اوپر دیکھتے رہنے کی وجہ پوچھی تو یہ فرمایا کہ میاں (یہی لفظ حضرت اپنے مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ کے لئے معمولاً خطاب میں استعمال کیا کرتے تھے) دیوار کے اوپر تو بہت اونچائی تک بہت اچھے اچھے خوبصورت سبز پوش لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں یہ دیکھتا رہا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ درحقیقت وہ ارواح قدس اور ملائکہ کرام علی سیدہم وافضاہم ثم علیہم الصلوٰۃ والسّلام تھے جو اس مجلس مبارک میں میلاد شریف کے ذکر خیر سننے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور حضرت نے اپنے صفائے بصارت وبصیرت سے ان کو دیکھ لیا۔

دورانِ حفظ قرآن مجید ہی میں درسیات مروجہ فارسی کی تکمیل اور مشق خوشنویسی منشی فرزند حسن صاحب پالوی مہتمم مطبع صبح صادق سیتاپور اور ان کے بڑے بھائی منشی آل حسن صاحب پالوی سے کی۔ یہ دونوں بالخصوص منشی آل حسن صاحب اپنے وقت کے مشہور خطاط اور خوشنویسوں کے استاذ تھے۔ ہمارے حضرت نے ان کے زیر تعلیم وتربیت فارسی اور خوشنویسی نسخ ونستعلیق میں اور نیز نقش ونگار بنانے میں مہارت کامل بہم پہنچائی۔ منشی آل حسن صاحب اپنے ان شاگرد پر فخر کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے استاذ محترم حافظ شاہ عبد الکریم صاحب مغفور بھی آپ پر فخر رکھتے اور اپنی یادگار بتاتے تھے۔ حضرت کے لکھے ہوئے بہت سے قطعات خوشنویسی اور نقاشی کے بہت اعلیٰ نمونے بفضلہٖ تعالیٰ فقیر کے پاس محفوظ ہیں۔

خصوصاً بسم اللہ شریف تحریر فرمودہ حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصلی پر جو گل و بوٹے حضرت نے بنائے اور بعض مبارک جملے لکھے ہیں وہ نہایت ہی حسین اور دلکش ہیں۔

ختم قرآن مجید کے بعد حضرت نے حضرت مولانا و استاذنا فخر العلماء افتخار العرفاء مولوی حافظ حاجی مفتی شاہ تاج الفحول محب الرسول مظہر حق عبد القادر صاحب بدایونی قادری برکاتی مجیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میزان الصرف شروع فرمائی اور پھر صرف و نحو عربی کی تکمیل اپنے حضرت والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ نیز مولوی محب احمد صاحب بدایونی سے کی۔ اور سیتاپور میں مولوی محمد فاضل صاحب کے پاس بھی حضرت کا کچھ پڑھنے کو جایا کرنا فقیر کو یاد ہے۔ اور فقہ و منطق اور فلسفہ اور معانی و بیان و عقائد کے مختصرات اور متوسطات درسیات مروجہ مولوی حافظ حکیم محمد امیر اللہ صاحب بریلوی سے پڑھیں۔

اس تحصیل علم دین کے دوران میں حضرت اپنے مرشد برحق حضرت شاہ ابوالقاسم قدس سرہ کے ہمراہ اپنے استاذ حافظ مولوی امیر اللہ صاحب بریلوی کے ساتھ پٹنہ میں مدرسہ اہل سنت پٹنہ کے عظیم الشان جلسہ میں جو بسلسلہ امتحان طلبۂ مدرسہ رجب ۱۳۱۸ھ میں ہوا تھا اور جس میں بکثرت اکابر علمائے کرام و عمائد و عوام اہل سنت نے شرکت کی اور اس میں ردندوہ مخذولہ بھی بہت زور شور سے ہوا شامل ہوئے۔ اور افتتاح مجلس اہل سنت کے وقت نہایت خوش الحانی سے مصری لہجہ میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھیں جس کے استماع سے سامعین کی طبیعتیں بہت ہی مسرور ہوئیں (دیکھو اجلاس مذکورہ کی روداد بنام دربار حق و ہدایت ص۴۲ وغیرہ) تعلیم خاندانی اپنے حضرت والد ماجد مرشد برحق بقیہ اسلاف کرام حضرت سیدنا شاہ ابوالقاسم شاہ جی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجادہ نشین سجادہ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سرکار کلاں سے پائی اور حضرت مرشد برحق

قدس سرہ کے ہی دست حق پرست پر یہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کالپویہ میں شرف بیعت سے اپنے مرشد برحق کے سجادہ کرام آبائی پر جلوہ افروزی کے وقت حضرت جدامجد سیدنا شاہ محمد صادق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے چہلم شریف کے دن ۱۴ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۶ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۰۸ء روز دوشنبہ بوقت عصر اپنے یہاں کی حویلی سجاد کی قدیم خاندانی میں مشرف ہوئے اور جملہ اورجملہ سلاسل خاندانی قدیمہ آبائی وجدیدہ میں خلافت سے بھی ممتاز ہوئے اور جملہ اعمال و اوراد و اذکار و اشغال و مصافحات و اسناد و احادیث کریمہ و قرآن عظیم وغیرہ غرض جملہ برکات حاضرہ سلسلہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں بھی اپنے حضرت مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ سے اجازت عامہ وخاصہ پائی اور آج سے پہلے بھی یہ سب برکات اپنے حضرت مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ سے حاصل فرما چکے تھے۔ اور آپ کے حضرت نانا صاحب قبلہ وکعبہ قدوۃ الواصلین سند الکاملین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جملہ سلاسل وجمیع اوراد و اشغال و اذکار و اسناد و احادیث و قران مجید وغیرہ و مصافحات وغیرہا برکات مذکورہ رسالہ مبارکہ النور والبہاء میں اپنی طرف سے حضرت کو اجازت وخلافت عطا فرماتے ہوئے اسی کتاب کے نسخے پر یہ خلافت نامہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد لمن توحد بجلالہ والصلاۃ والسلام لمن تفرد فی محامدہ وکمالہ وعلی الہ وصحبہ واولیاء امتہ المتادبین بادابہ وخصا اما بعد فقد اجزت اجازۃ جمیع الاذکار والاشغال والاوراد کما انا ماموربہا علیہا من حضرت جدی سیدنا غیاث الاصفیاء شیخی فی الطرق العالیہ غوث الاولیاء سیدنا آل

رسول الاحمدی نور اللہ مرقدہ ومن جمیع مشائخی قدست اسرارہم قرۃ عینی وروح روحی السید فقیر عالم غلام محی الدین ثابت حسن حفظ اللہ عن الحوادث والفتن واعطیتہ سند الخلافۃ و واخذ البیعۃ من من طلبہ فی جمیع طرق اتصالی بسید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم وآلہ وصحبہ ومن تبعہم الی یوم الدین۔ یا ربنا تقبل واعط برکات ہذہ السلاسل لہ بجاہہ یا ارحم الراحمین۔ فقیر ابوالحسین نوری عرف بمیاں صاحب بخطہ۔

۲۵ شوال المکرم ۱۳۱۸ھ تیرہ سو اٹھارہ ہجری میں آپ کا عقد حضرت سید شاہ نور احمد صاحب مغفور سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ کی صاحبزادی سے جو آپ کی حقیقی پھوپھی کی لڑکی ہیں ہوا۔ حضرت نے انگریزی زبان اور انگریزی اسکول میں پڑھائی جانے والی تاریخ وجغرافیہ وریاضی وجبر ومقابلہ وغیرہ علوم و فنون بھی دسویں درجہ تک کی پڑھائی اپنی عمر شریف کی آخری سالوں میں سیتاپور کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں پڑھی تھی، اور کافی استعداد ومہارت حاصل فرمائی تھی۔ جس پر اسکول سے بعض کتابیں بھی انعام میں ملی تھیں۔ جو فقیر کے پاس ہیں۔ آپ کی مبارک کتابوں میں سے اردو میں عقائد نامہ منظوم اور یہ رسالہ مباحث امامت اور ایک اور رسالہ مختصرہ بنام طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین جو تین بار چھپ چکا ہے۔ یہ تینوں کتابیں مطبوع اور شائع اور انشاء اللہ تعالی نافع ہیں۔ طرد المبتدعین کو ملاحظہ فرما کر اعلی حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے فقیر کو یہ تحریر فرمایا "مولوی امجد علی صاحب نے رسالہ مبارکہ طرد المبتدعین مجھے دے دیا۔ سبحانہ ماشاء (اللہ) بارك فیکم وعلیکم ولکم وبکم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۲ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۳۷ھ طرد المبتدعین

ہیں اس امر کا روشن بیان ارشادات قرآن مجید و حدیث حمیدہ فرامین ائمہ و اکابر اہل سنت کی سندوں سے ہے کہ بد مذہب بے دین مرتدین و مبتدعین مسلمانوں کو راہ ھدایت دکھانے اور مسلمانوں کا واعظ بننے کے ہرگز اہل نہیں۔

ان رسائل کے علاوہ مشہور شعر نعت شریف یا حبیبی سیدی روحی فداک لی آخرہ پر اردو میں ایک مختصر تضمین بھی رسالہ مبارکہ اہل سنت کی آواز میں مطبوع ہے۔ ان کے علاوہ ایک مکتوب رد قادیانی میں ایک مکتوب بعض نامہربان عزیزوں کے جواب میں اور ایک مختصر تحریر ترک اسلام دھرم پال آریہ کے رد میں۔ اور کئی اور تحریرات حمایت دین متین میں ہیں جو ابھی غیر مطبوع ہیں۔ حضرت سیدی و مرشدی والد ماجد قبلہ قدس سرہ العزیز نے آپ کی سینزدہ درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کی دعوت بطور غلامانہ بھی دلوادی تھی۔ آپ اس قصیدے کے حافظ بھی تھے۔ جس وقت اس کی تلاوت فرماتے سامعین کے قلوب پر جو اثر ہوتا اس کا بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ بعد دعوت یہ اثر بہم پہنچا تھا کہ ادنی سے لے کر اعلیٰ تک جس سے آپ جو کچھ فرماتے وہ سر آنکھوں سے قبول کرتا۔ جس محفل میں آپ تشریف لے جاتے یا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی توجہ آپ کے سوا کسی دوسری طرف نہ ہوتی کوئی کیسا ہی اجنبی ہو آپ اپنی مزاج شناسی کے ملکہ سے بہت جلد اس سے جان پہچان تمام کر کے اپنا مقصد نکال لیتے۔ مدت العمر جب سے ہوش سنبھالا مداہنت دینی کبھی پاس نہ آئی۔

بڑے بڑے مجمعوں اور محفلوں میں اگر ذرا بھی خلاف دین متین دیکھا فوراً جواب دیا اور قائل کو ساکت کیا اور منکر کو حتی الوسع مٹایا۔ کبھی کسی کو یہ مجال نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے ذرا بھی حقارت دین متین کی کرے۔ یہاں تک کہ بڑے حاکمان وقت سے بھی اگر کوئی بات خلاف دین متین سن پاتے تو ان کے برد اس کا

جواب دینے میں ذرا بھی نہ جھجکتے تھے۔ ایک بار سیتاپور میں آریہ نے اسلام کے خلاف بہت کچھ گستاخانہ بکواسیں بکیں۔ حضرت قبلہ وکعبہ جدامجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کا وصال شریف انگریزی تاریخ کے اعتبار سے ۱۸ر نومبر ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا۔ تو حضرت نے رد آریہ کے لئے ایک اجلاس علمائے اہل سنت سیتاپور میں ۱۸ر و ۱۹ر و ۲۰ر نومبر ۱۹۱۱ء میں مقرر فرمایا۔ اور اس کی اجازت انگریز ڈپٹی کمشنر سیتاپور سے لے کر وہیں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس دونوں سے جو انگریز تھا ملاقات کی۔ وہ اس وقت مقام دورہ قصبہ کمال پور متصل سیتاپور میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں اسے ڈپٹی کمشنر سیتاپور کا حکم منظوری اجلاس دکھایا۔ سپرنٹنڈنٹ نے بات چیت کے دوران میں آریہ کا یہ گستاخانہ مقولہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوہ احد شریف میں دندان مبارک پر صدمہ گذرنے کے متعلق کہ معاذ اللہ یہ پچھلے کرموں کا نتیجہ تھا نقل کر دیا۔ حضرت نے اس پر نہایت شدت سے اس انگریز حاکم پولیس کو یہ کہکر روک دیا کہ اس بار تو آپ نے میری اطلاع سابق کے بغیر یہ کلمہ نقل کر دیا۔ مگر آئندہ ہرگز میرے سامنے اسے نقل نہ کیجئے گا۔ میں اس کی تاب نہیں لا سکتا۔ اس پر وہ انگریز اپنی غلطی کا معذرت خواہ ہوا۔

ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت اپنے خادم محمد شیر خان سیتاپوری کو ہمراہ لئے ان کے کاندھے پر کارتوسی دونالی بندوق رکھی ہوئی سیتاپور میں ایک جنگل میں شکار کے لئے تشریف لئے جا رہے تھے اور دھوپ کی شدت سے چھتری لگائے ہوئے تھے پیچھے سے سیتاپور کا انگریز ڈپٹی کمشنر جو اپنے سامنے کسی ہندوستانی کو چھتری لگائے ہوئے دیکھکر آگ بگولہ ہو جاتا تھا۔ انگریز کمشنر حلقہ سیتاپور کے ساتھ دونوں گھوڑوں پر سوار چلے آرہے تھے۔ جب ڈپٹی کمشنر حضرت

کے قریب پہنچا تو اس نے نہایت غصہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس بندوق کا لائسنس ہے۔ اس کا یہ رنگ دیکھتے ہوئے حضرت نے بندوق خادم سے خود اپنے ہاتھ میں اس طرح لے لی کہ وقت ضرورت کام دے سکے۔ اور فوراً جواب دیا کہ اگر ہمارے پاس لائسنس نہیں ہوتا تو کیا بغیر لائسنس ہی بندوق لئے ہوتے اور اس کے ساتھ ہی ڈپٹی کمشنر جو اپنے گھوڑے کو غصہ اور رعونت سے حضرت کے منہ پر ہی چڑھائے لا رہا تھا اس کے گھوڑے کا منہ پکڑ کر قوت سے علیحدہ کرتے ہوئے انگریز سے فرمایا کہ اسے ہٹاؤ۔ اس نے حضرت کے تیور دیکھکر کہا کہ جانتے ہو میں کون ہوں حضرت نے فرمایا ہاں جانتا ہوں۔ چھاؤنی کے کوئی گورے ہو۔ اس نے کہا اچھا کل صاحب ضلع کے اجلاس پر آنا۔ فرمایا دیکھا جائے گا۔ اور دوسرے دن اپنے یہاں کسی کو خبر کئے بغیر اجلاس پر چلے گئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اور ڈپٹی کمشنر ہے۔ حضرت اس کی آنکھ سے آنکھ لڑائے اس کے اجلاس برخاست ہونے تک سامنے ہی بیٹھے رہے اور پھر چلے آئے۔ انگریز کو کوئی جرأت باز پرس کی نہ ہوئی۔

ایسے واقعات آج جب کہ انگریز بظاہر ہندوستان چھوڑ کر چلا گیا ہے کچھ اہم نہ معلوم ہوں مگر جس وقت کے ہیں اس وقت تو انگریز ڈپٹی کمشنر تو انگریز ڈپٹی کمشنر پولیس کے معمولی لال پگڑی والے سات روپے کے کانسٹیبل کی صورت دیکھے بہتیرے بڑے بڑے سورما بننے والوں کے کلیجے دہلتے تھے۔

غرض شجاعت اور بہادری اور سخاوت اور راست گوئی اور صاف بیانی وغیرہ صفات حسنہ جو سادات کرام میں بالخصوص پائی جاتی ہیں۔ حضرت میں بدرجہ اتم بفضل اللہ تعالیٰ پائی جاتی تھیں۔ ذہانت اور فطانت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ایک بار عرس شریف حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قدس

کے زمانے میں حضرت تاج الفحول قدس سرہ کی حیات شریف میں حضرت اپنے
مرشد برحق حضور ابوالقاسم اور استاذ محترم حافظ عبدالکریم صاحب قدس سرہم
کے ساتھ بدایوں میں تھے۔ ایک مصری قاری صاحب سے حضرت تاج الفحول قدس
سرہ نے حضرت کا اور حضرت کے استاذ محترم کا قرأت اور خوشنحانی سے کلام
مجید پڑھنے کا تعارف کرایا۔ اور کچھ آیات کریمہ ان کے سامنے حضرت سے تلاوت
بھی کرائیں۔ مصری صاحب نے کسی قدر تنگ دلی کے ساتھ یہ کہا کہ ہاں ہندی
طریقے سے پڑھتے ہیں۔ اس پر حضرت نے فوراً فرمایا کہ اب آپ کچھ مصری طریقے
سے تلاوت کیجئے۔ انہوں نے چند آیات مصری لہجے میں ان مصری صاحب سے
عمدہ ترتیل و تجوید اور خوش الحانی سے پڑھکر سنائیں۔ اب تو وہ مصری صاحب
بہت ہی خوش ہوئے اور بہت ہی آفرین کی۔

۱۳۲۹ھ تیرہ سو انتیس ہجری کے آخر میں وزیر صاحب ریاست خیرپور
سندھ سے پہلی بار آپ سے ایک سفر کے دوران میں اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو وہ
آپ کے کمالات اور خاندانی وجاہت کے گرویدہ ہوگئے۔ انہوں نے اپنے وطن
انبیٹھہ میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس میں دینیات کے ساتھ انگریزی کی تعلیم
بھی رکھی تھی۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا کہ میں نے مسلمانوں کی دینی و دنیوی خیرخواہی کی
نظر سے ایک مدرسہ قائم کیا ہے۔ مگر اس کا انتظام درست نہیں ہو پاتا۔ آپ
اگر توجہ فرمائیں گے تو درست ہوجائے گا۔ اور میں اس کا سارا نظام حل و عقد و
تعلیم و تعلم آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ غرض ان کے بے حد اصرار سے آپ نے اپنے حضرت
والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ کی اجازت سے انبیٹھہ کا سفر فرمایا۔ اسی سفر میں ریل
میں آپ عالم واقعہ میں حضور سرور عالم مخزآدم و بنی آدم سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین
خاتم النبیین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار مبارک

سے مشرف ہوئے اور بادب تمام قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے عرض کیا کہ میں بہت گنہگار ہوں اور نگاہِ کرم کا امیدوار۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشفقت تمام ارشاد فرمایا کہ لوگ کچھ کہا کریں مگر تم جیسے ہو وہ ہمیں معلوم ہے۔ اور اب تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہمیں تم سے بہت کام لینا ہے۔

انبیٹھہ پہنچکر آپ چند ماہ مدرسہ کے انتظام و تدریس اور اس سے زائد بقدر قوت تبلیغ دین و سنت میں مصروف رہے۔ وہاں بھی حد سے زیادہ عزت سے دیکھے جانے لگے۔ چنانچہ اپنے والا نامے مورخہ ۲۹ محرم ۱۳۲۳ھ شنبہ میں فقیر راقم کو انبیٹھہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "پرسوں جمعرات کو کمیٹی ہوئی تھی اور باتفاق آراء میں مدرسہ کا منتظم اعلیٰ اور ہیڈ ماسٹر قرار دیا گیا ہوں۔ کل ڈپٹی کلکٹر صاحب کا معائنہ بھی ہوا تھا۔ بہت خوش گئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ابھی تک اچھی طرح ہوں۔ کل ایک مسجد میں میلاد شریف ہوا۔ اور میں بھی طلب کیا گیا وہاں گیا۔ مولود خان حضرت کو قیام (وقت ولادت شریفہ) میں پس وپیش ہوا۔ ایک سنسنی سی جسم میں پیدا ہوئی۔ مجمع خوب کافی تھا فوراً ان کو واسطے تعظیم کے کھڑا کر دیا۔ اور تا دیر برکت قیام تولد شریف سے مخلصین کو مستفیض کیا۔ اللہ تعالیٰ اجر جزیل مرحمت فرما دے۔ بحرمت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم" اسی سفر میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ وہاں سے بغرض علاج اپنے وطن مارہرہ ضلع ایٹہ میں تشریف لائے۔ اور یہاں سے بغرض علاج لکھنؤ تشریف لے گئے اور پانچ چھ ماہ کے قریب جھوائی ٹولہ کے مشہور حاذق طبیب حکیم عبد الحفیظ صاحب لکھنوی کا علاج ہوتا رہا۔ مگر طلب تو کسی اور ہی خدمت کے لئے ہو چکی تھی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

انتقال سے پانچ چھ دن پہلے سے ایک چڑوٹا کوئی چیز جو بظاہر چکنی مٹی یا سیل کھری کا سا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اپنی چونچ میں لا کر آپ کے سرہانے منہ کے پاس رکھ جاتا اور

خود اوپر چھت کے کڑے میں بیٹھکر خوب چلاتا۔ پانچ چھ بار یہ واقعہ ہوا۔ اور خود فقیر نے اور متعدد حاضرین نے دیکھا مگر کسی کو اس طرف خیال نہ گیا کہ شاید یہ کوئی دواہی ہو لاؤ اس کو استعمال تو کرا دیکھیں حالانکہ متعدد قرینے اس کے مجوز تھے۔

قریب وصال حضرت والا ماجد قدس سرہ نے چند امور حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارگاہ الہی میں عرض کرائے ان میں سے ایک حضرت کے لئے طلب شفا بھی تھی بارگاہ الہی سے اور امور کا جواب آیا مگر طلب شفا کے سوال کا کوئی جواب نہ ملا حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اونھیں ایام میں حضرت قدس سرہ نے لکھنؤ کے ولی صاحب خدمت کو جو مجذوبانہ وضع میں تھے دیکھا انہوں نے فرمایا اب ٹھاٹھ اوٹھاؤ۔

آخر ۲۸ ماہ رمضان مبارک سنہ ۱۳۲۳ھ تیرہ سو تیئیس ہجری بدھ کے دن ظہر کے اول وقت لکھنؤ محلہ کٹرہ وفا بیگ مکان محمد بشیر میں آپ نے انتقال فرمایا اور انشاء اللہ العزیز جنت میں مقام اعلیٰ جوار رحمت الہی میں پایا۔ وہاں سے آپ کا جنازہ آپ کے وطن مارہرہ ضلع ایٹہ میں لایا گیا اور یہاں درگاہ معلی برکاتی میں والان پائیں گنبد حضرت سید شاہ برکت اللہ اسرارہم العزیزہ میں اپنے نانا صاحب قبلہ حضرت سید نا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک کے ملحق پس پشت حضرت کے آغوش شفقت میں آرام فرمایا۔ یہ ایک نتیجہ حضرت ممدوح احمد نوری قدس سرہ کی کشش اور اوس محبت کا تھا جو حضرت کو برادر صاحب معظم سے اونکی بچپن سے تھی کہ اتنی دور سے بلا کر اپنے پاس آرام سے سلایا آپ کی تدفین و تکفین و غسل و نماز جنازہ غرہ شوال مکرم تیرہ سو تیئیس ہجری میں جمعہ کی صبح کو مارہرہ میں ہوئی۔ نماز جنازہ خود حضرت سیدی و مرشدی والد ماجد قدس سرہ نے پڑھائی اور قبر میں بھی اتارا۔ آپ نے کوئی اولاد صلبی نہیں چھوڑی

نہ ہوئی۔ اگرچہ حضرت کا وصال کمسنی اور نئی جوانی میں ہوگیا۔ مگر اہل نظر دیکھتے ہیں کہ وہ اس وقت بھی بارگاہ رب العزت تبارک وتعالیٰ میں کیسے بڑے مرتبہ پر سرفراز ہیں۔ اور مخلوق خدا کو کیا کیا فائدے اور کیسے کیسے برکاتی وآل احمدی فیوض بانٹ رہے ہیں۔ لینے والا چاہیئے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر جنازہ حضرت کا جب پہنچا تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہ نے اپنے یہاں کے بہت سے اعیان حاضرین آستانہ رضویہ کے ساتھ تشریف لاکر حضور پرنور سیدی ابوالقاسم قدس سرہ سے تعزیت مسنونہ ادا فرمائی۔ حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ نے آیت کریمہ فاثابھم اللہ بما قالوا جنت میں الف جنت کا عدد لے کر تاریخ وصال شریف پائی۔ نیز دعائے سیدنا حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ اطمع ان یغفرلی کے لفظ "یغفرلی" میں بھی تاریخ وصال فرمائی۔ نیز خلد میں ہیں فقیر عالم کے دعائیہ فقرے میں بھی تاریخ وصال فرمائی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے آیت کریمہ فی شغل کے لفظ شغل میں تاریخ وصال پائی اور اسے دس اشعار کے ایک عربی قطعہ میں نظم بھی فرمادیا۔ جو عقائدنامہ منظوم کے آخر میں مطبوع ہے۔

فقیر راقم نے یہ مختصر تذکرہ مبارکہ یہاں پر ۸ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۷ھ میں دوشنبہ کے دن عصر کے وقت اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کی حویلی سجادہ نشینی میں ختم کیا۔

فللحمد للہ اولاً واخراً والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وکل من والاہ آمین۔ اللھم آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

بسم الله الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولانا ونبینا محمد سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین وعلماء ملتہ واولیاء امتہ وعلینا معہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

حمد ونعت کے بعد امیدوار رحمت خدائے برتر غلام محی الدین فقیر عالم قادری مسلمانوں کی خدمت میں عارض ہے۔ کہ اسلام میں نماز کی جو کچھ عزت وعظمت ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ خود ہمارے آقا ہمارے مالک حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کو اپنی راحت اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرماتے اور دین کی عمارت کا ستون بتاتے ہیں بہت سی احادیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔ کلام الٰہی خود اس کے فضائل کا حکم ناطق فرماتا ہے ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کا مژدہ سناتا ہی یہاں تک کہ اس کی فرضیت اور اس کی افضلیت بدیہیات اولیہ دینیہ سے ہے۔ اکابر اس کی خوبیاں اپنی اپنی تصنیفات میں بیان فرماتے رہے ہیں۔ میرے فرجد معظم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سند الکاملین

حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدسنا اللہ بسرہ الامجد فرماتے ہیں کہ لوگ
اشغال اوراد وغیرہا ریاضات کے بہت شائق رہتے ہیں حالانکہ نماز
سے بڑھکر کوئی ریاضت نہیں اگر اسکو اپنے طریقہ مستحبہ پر کریں۔ اسی طرح
اور اکابر کرام اس کی خوبیاں بیان فرماتے رہے ہیں اور سچ تو یہ ہے
کہ اس کی خوبیاں بیان کرنے کی ہمیں حاجت ہی نہیں سچے مسلمان کی
دل سے پوچھیے کہ اس میں کیا کیا لذتیں کیسی کیسی فرحتیں ہیں اور کیوں
نہوں اپنے پیدا کرنے والے کی حمد اسمیں قولاً و فعلاً ادا کی جاتی ہے۔ اس
کی بارگاہ بیکس پناہ میں سر نیاز جھکا کر اس کی پاکی بیان ہوتی ہے۔ نماز
دل ٹوٹے ہوؤں کی مددگار غم زدوں کی غمگسار بیکسوں کا آسرا دل جلوں
کا سہارا بارگاہِ احدیت میں گنہگاروں کی شفیع ہے۔ غرض اس کے
فضائل اس کے مناقب مجھ کج مج زبان سے کیا بیان ہوں احادیث کریمہ
اور آیات شریفہ خود اس کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں جو چاہے
اُن کو دیکھ لے۔ میں اب اپنا مقصد بیان کروں کہ ایسی چیز جس میں ایسی
خوبیاں ہوں اُس سے آج کل کیسی غفلت ہے۔ بعض حضرات نے تو عمر بھر
نماز پڑھی ہی نہیں۔ بعض عیدین اور جمعہ کی نمازیں بغرض نمائش پوشاک
ولباس پڑھ لیتے ہیں۔ یہاں تک ہی کیا کم برا تھا کہ درجہ سخت اشد کبیرہ
گناہ تھا۔ مگر اب یہ کیسی آفت ہے کہ نئی تہذیب سے مہذب۔ مغربی

روشنی سے تاریک دل نماز پر طرح طرح سے مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ نماز کے فلسفے میں اپنی بے عقلی کو خرچ کرکے اُس کی نسبت گستاخی کی کلمات زبان پر لاتے ہیں جن سے نہ اسلام کا پتا رہے نہ ایمان کا۔ اور یہ ایسے مضبوط ایمان والے ہیں کہ ان کا ایمان کسی طرح نہیں ٹسکتا چوں وضو سے محکم بی بی تمیز۔ نعوذ باللہ من شرور الشیاطین۔ اب وہ غفلت بھی سنئے جو بیچارے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو لگ گئی۔ اول تو نماز پڑھتا ہی کون ہے وہی چند بیچارے بڈھے ٹڈھے اولڈ فیشن کے لوگ جن کو نئے تراشیدہ اسلام کی ہوا نہیں لگی ہے۔ ان کو بوجہ کم علمی یا لاعلمی کی یہ آفت لگ گئی کہ نماز کی شرائط وضو غسل وغیرہ ٹھیک طرح نہیں کرتے اور اگر کر بھی لیتے ہیں تو بے سوچے سمجھے جس کو ذرا مولوی صورت دیکھا اُسی کو امامت کو کھڑا کردیا۔ حالانکہ آج کل مولویوں کے ہی بھیس میں اکثر وہ لوگ پھرا کرتے ہیں جو بوجہ اپنے عقائد باطلہ کے بدعتی یا کافر اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ انھیں بیچارے نمازی مسلمانوں کے لئے فقیر نماز پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اور امامت کے متعلق مسائل ضروری کتب معتبرہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور جوہرہ نیرہ اور منیۃ المصلی کی شرح صغیر اور کبیر اور عالمگیری اور در مختار اور رد المحتار اور العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ اور انجام الصادعن سنن الضاد اور سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح اور رد الرفضہ

اور حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور تحقیق التراویح اور استفتا متعلقہ تراویح دستخطی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی سے لکھتا ہے (کتب نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ حضرت فاضل بریلوی کی تالیفات سے ہیں حسام الحرمین علماء حرمین کا تکفیر وہابیہ میں فتویٰ ہے۔ تحقیق التراویح میرے نانا صاحب قبلہ سیدی وسندی بقیۃ السلف حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی تالیفات سے ہے) اور امید کرتا ہے کہ مسلمان بھائی ان مسائل پر عمل کریں گے اور مجھکو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ روز محشر کہ جاں گداز بود ٭ اولیں پرسشِ نماز بود۔ یہ رسالہ چھ فصلوں اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔ فصل اول شروط امامت واقتداء میں ہے۔ فصل دوم نماز پڑھنے پڑھانے کی ترکیب میں ہے۔ فصل سوم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کا امام ہونا اولیٰ اور بہتر ہے۔ فصل چہارم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کی امامت سے نماز صرف بلاکراہت صحیح ہوتی ہے۔ فصل پنجم اُن اماموں کے بیان میں جن کی امامت سے نماز مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ فصل ششم اُن اماموں کے بیان میں ہے جن کے پیچھے نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں فاسد ہو جاتی ہے۔ خاتمہ مساجد کی تعظیم کے بیان میں ہے۔

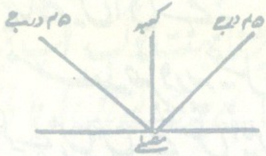
اللھم اجعل ھذہ الرسالۃ خالصۃ لوجھک الکریم آمین برحمتک یا

ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا معھم اجمعین۔

فصل اول شروط امامت و اقتدا میں

امامت کی سات شروط ہیں اول اسلام۔ دوسری بلوغ (مرد احتلام یعنی سوتے۔ یا جاگتے میں منی نکلنے۔ یا کسی عورت کے اس سے حاملہ ہوجانے سے بالغ ہوتا ہے۔ خواہ ان تین باتوں سے کوئی بھی پائی جائے۔ اور اگر ایک بھی ان میں سے نہ پائی جائے تو جب پندرہ برس کامل کی عمر ہو جائے شرعاً بلوغ کا حکم دیدیا جائے گا۔ عورت کا بلوغ حیض سے یا انزال منی سے یا احتلام سے یا حاملہ ہوجانے سے ہوتا ہے خواہ ان میں سے کوئی پائی جائے اور اگر ان میں سے ایک بھی نہو بعد پندرہ برس کے بلوغ کا حکم ہوگا) تیسرے عقل۔ چوتھے مرد ہونا۔ پانچویں کم از کم ایک آیت صحیح پڑھ سکنا۔ چھٹے ایسے امراض نہونا جن سے معذور کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے خون بہتے رہنا۔ یا اور کوئی وضو توڑ دینے والی چیز ہمیشہ کو لگ جانا۔ یا بعضے حروف اپنے اصل مخرج پر نہ نکل سکنا یا کسی حرف کا مکرر نکلنا تاء کو تتاء یا فاء کو ففاء کہنا کہ ان میں سے کوئی بات نہو۔ ساتویں نماز کی سب شرائط موجود ہوں۔ نماز کی نیت تکبیر تحریمہ سے ملی ہوئی کرچکا ہو ستر چھپائے ہو

ستر مرد کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے۔ ناف ستر نہیں گھٹنے ستر ہیں) قبلہ کی طرف منہ ہو (بعض لوگ مسجدوں میں جب نماز پڑھتے ہیں تو ٹیڑھے ترچھے کسی طرف کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سخت برا ہے اور اگر ٹھیک سمت قبلہ سے پینتالیس درجے کسی طرف کو ہٹ جائیں تو نماز ہی نہ ہوگی۔ پینتالیس درجے کا بیان یہ ہے کہ آدمی ٹھیک سمت قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو تو ایک خط سیدھا اسکے منہ سے کعبہ معظمہ کی طرف کھینچئے دوسرا خط اس پر عمود قائمہ کیجئے جس سے دونوں طرف زاویہ قائمہ پیدا ہو اس زاویہ کے نصف پر پینتالیس درجے ہونگے مثلاً



جب اتنا ہٹے گا تو نماز نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور ہم نے ٹھیک سمت قبلہ اس لئے کہا کہ ہندوستان میں قطب دہنے شانے پر لینے کو سمت قبلہ جانتے ہیں عام مسجدیں یوہیں ہیں یہ صحت نماز کے لیے کافی ہے مگر ٹھیک سمت قبلہ سے اکثر جگہ کئی درجوں کا فرق ہے تو یہاں کی محرابوں سے ۴۵ درجے کا فرق معتبر نہیں بلکہ ٹھیک سمت قبلہ سے) پیشاب پاخانہ خون پیپ گوبر نطفہ وغیرہ ہر نجاست سے اس کا بدن اور کپڑے اور نماز کی جگہ پاک ہوں۔ با غسل اور با وضو ہو یا انکے بدلے حالت عذر میں تیمم

کرچکا ہو فائدہ ان سات میں تین ۳ شرطیں ہر امامت میں اسلام عقل وجود شرائط نماز بلکہ یہ تینوں مطلق نماز کے لئے ضروری ہیں باقی چار غیر معذور مردوں کی امامت کے لئے ہیں۔ ورنہ لڑکا لڑکوں کی امامت کرسکتا ہے عورت عورتوں کی امامت کرے تو نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ عورت کو امامت نہ چاہیئے۔ یونہیں وہ شخص جن میں کوئی ایک آیت پر بھی قادر نہیں ایک دوسرے کی امامت کرسکتے ہیں جبکہ کوئی قادر قرات جماعت کیلئے تیار نہ ملے اسی طرح معذور معذور کا امام ہوسکتا ہے اُس تفصیل پر کہ فصل چہارم میں آتی ہے۔

مسئلہ ضروریہ غسل کے بارے میں لوگ ۲ دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن سے غسل نہیں ہوتا۔ اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ اولاً غسل بالفتح کے معنے میں نافہمی کہ بعض جگہ پانی مثل تیل کے چپڑ لیتے یا بھیگا ہاتھ پہنچ جانے پر قناعت کرتے ہیں حالانکہ یہ مسح ہے غسل نہیں غسل میں قطرے ٹپکنا اور پانی کا بہنا ضرور ہے جبتک ایک ایک ذرہ پر سے پانی بہتا ہوا نہ گزرے گا غسل ہرگز نہ ہوگا۔

درمختار میں ہے غسل ای اسالۃ الماء مع التقاطر رد المحتار میں ہے البل بلا تقاطر مسح اُسی میں ہے لو لم یسل الماء بان یستعملہ استعمال الدھن لم یجز ثانیاً پانی ایسی بے احتیاطی سے بہاتے ہیں کہ بعض جگہیں

بالکل سوکھی رہ جاتی ہیں یا اُن تک کچھ اثر پہنچتا ہی تو وہ ہی بھیگے ہاتھ کی
تری حکم یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک بھی پانی بہنے سے
رہ گئی تو غسل نہوگا اور نہ صرف غسل بلکہ وضو میں بھی ایسی ہی بد احتیاطیاں
کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پر پانی نہیں بہتا کہیں کہنیوں پر کہیں ماتھے کے
بالائی حصہ پر کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر اس لئے یہاں وہ جگہیں
بالتفصیل ذکر کی جاتی ہیں جن کا خیال رکھنا وضو اور غسل میں ضروری ہے

ضروریات وضو جو مرد اور عورت سب کے لئے ہیں

(۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا بہت لوگ لپ یا
چلّو میں پانی لیکر ناک یا بھوؤں یا آدھے ماتھے پر ڈالتے ہیں کہ پانی
تو بہکر نیچے آیا وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گئے اس میں سارا ماتھا نہ دُھلا
بھیگا ہاتھ پھرا وضو نہ ہوا (۲) پٹیاں اگر جھکی ہوں تو انھیں ہٹا کر پانی ڈالے
کہ جو حصہ پیشانی کا اُن کے نیچے ہے وہ دُھلنے سے نہ رہ جائے (۳)
بھوؤں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی
بہنا فرض ہے صرف بالوں پر کافی نہیں (۴) آنکھو نکے چاروں کوئے.....
آنکھیں زور سے بند نہ کرے یہاں کوئی سخت چیز جمی ہو تو چھڑا لے (۵)
پلک کا ہر بال پورا دھوے بعض وقت کیچڑ وغیرہ جم کر سخت ہو جاتا ہے
کہ اُن کے نیچے پانی نہیں بہتا اُس کا چھڑانا ضروری ہے (۶) کانوں کی

دونوں کنپٹیوں تک دھوئے ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اُتر جائے
اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھرے (۷) ناک کا سوراخ اگر کوئی گھنا یا تنکا
ہو تو اُسے پھرا پھرا کر ورنہ یوں ہی دھار ڈالے ہاں اگر بالکل بند ہو تو حاجت
نہیں۔ اسی طرح پانوں کے چھلّے کلائی کی گھنی چوڑیاں پھرا پھرا کر دھوئے
(۸) آدمی جب چپ بیٹھتا ہے تو دونوں ہونٹ ملکر کچھ حصہ چھپ جاتا ہے
کچھ ظاہر رہتا ہے یہ ظاہر رہنے والا حصہ بھی دُھلنا فرض ہے۔ اگر کلّی نہ کی
اور مُنہ دھونے میں ہونٹ زور سے بند کر لیے تو اُس پر پانی نہ بہے گا
(۹) ٹھوڑی کی ہڈی اُس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں (۱۰)
ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں (۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہو جاتی
ہیں (۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے۔ ہاں میل کا ڈر نہیں (۱۳)
ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو۔ چلّو میں پانی
لیکر کلائی پر الٹ لینا ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُن کا وضو
نہیں ہوتا (۱۴) کلائی کا ہر بال نوک سے جڑ تک۔ ایسا نہ ہو کہ کھڑے
بالوں کی جڑ میں پانی گذر جائے نوکیں رہ جائیں (۱۵) آرسی چھلّے اور
کلائی کے ہر گہنے کے نیچے بدن پر پانی بہائیے (۱۶) عورتوں کو چھنسے ہوئی
چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے اُنھیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں (۱۷) چوتھائی سر
کا مسح فرض ہے پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار کو کافی نہیں

ہوتا (۱۸) پانوں کی آٹھوں گھائیاں (۱۹) یہاں انگلیوں کی گروہیں زیادہ قابل لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوتی ہیں (۲۰) ناخنوں کی اندر پانی کا بہہ جانا۔ وہاں کوئی سخت چیز نہو (۲۱) پانوں کے چھلّے اور جو گہنا گٹّوں کے نیچے ہو اُس کے نیچے کھال پر پانی بہنا ضروری ہے (۲۲) گٹّوں پر پانی بہنا۔ (۲۳) تلووں پر پانی بہنا (۲۴) ایڑیوں پر پانی بہنا (۲۵) کونچوں پر پانی بہنا وہ ضروریات جو وضو میں مردوں سے خاص ہیں (۲۶) ساری مونچھیں دھونا فرض ہے (۲۷) صحیح مذہب پر ساری ڈاڑھی دھونا فرض ہے یعنی جتنی چہرے کی حد میں ہے نہ لٹکی ہوئی کہ ہاتھ سے گلے کی طرف دباؤ تو ٹھوڑی کے اُس حصّہ سے نکل جائے جس پر نیچے کے دانت جمے ہیں کہ اس لٹکی ہوئی پر صرف مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے (۲۸ و ۲۹) ڈاڑھی مونچھیں اگر چھدری ہوں کہ کھال نظر آتی ہے تو کھال پر پانی بہنا ضروری ہے (۳۰) مونچھیں اگر بڑھکر لبوں کو چھپالیں تو انھیں ہٹا ہٹا کر لبوں کی کھال دھوئے اگرچہ کیسی ہی گھنی مونچھیں ہوں یہ وضو کی وہ جگہیں ہیں جن کا مرد عورت اور بعض کا صرف مردوں کو خاص لحاظ چاہیے ورنہ وضو نہ ہوگا۔

وضو میں چار فرض ہیں۔ پہلا مُنہ دھونا جہاں بال اُگنے کی جگہ ختم ہوتی ہے اُس پیشانی کے حصّہ سے لیکر جہاں دانت نیچے کے جمے ہیں

وہاں تک لمبائی میں اور دونوں کانوں کی کنپٹیوں تک چوڑائی میں اس میں آنکھ کے ڈھیلے مستثنےٰ ہیں اسی طرح جس کی ڈاڑھی بڑی گھنی ہو تو گالوں کا وہ حصّہ جو ڈاڑھی میں چھپا ہے معاف ہے باقی اور سب مُنہ پر پانی بہنا چاہیے اگر مکھی مچھر کی بیٹ لگی ہو تو بھی معاف ہے۔ دوسرا۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا یہاں بھی مکھی مچھر کی بیٹ ناخنوں کے میل کی معافی ہے۔ تیسرے چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ چوتھے دونوں پاؤں ناخنوں کے سرے سے ٹخنوں تک دھونا جس میں دونوں گٹے بھی داخل ہیں ان مذکورہ اعضاء پر ایک ایک ذرہ پر پانی بہہ کر گزرے گا جب وضو ہوگا ورنہ نہیں۔ غسل کے تین فرض ہیں اوّل بطریقہ آئندہ کلی کرنا۔ دوسرے بطریقہ آئندہ ناک میں پانی چڑھانا۔ تیسرے بطریقہ آئندہ کل بدن پر پانی بہانا۔

اب غسل کی ضروریات جن کی احتیاط ضروری ہے لکھی جاتی ہیں وہ ضروریات جو مرد و عورت سب کے لئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو ضروریات وضو میں تھیں وہ یہاں بھی ہیں اور اُن کے علاوہ (۳۱) سر کے بال کہ گندھے ہوئے نہوں تو ہر بال کی نوک سے جڑ تک پانی بہنا (۳۲) کانوں میں بالی پتے وغیرہ زیورات کا غسل میں وہی حکم ہے جو ناک میں بُلاق وغیرہ کے چھید کا غسل اور وضو دونوں

میں تھا۔ (۳۳) بھوؤں اور مونچھوں کے نیچے کی کھال پہ پانی بہنا اگرچہ بال کیسے ہی گھنے ہوں (۳۴) کان کا ہر پرزہ اُس کے سوراخ کا مُنہ (۳۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائیے (۳۶) ناک میں پانی چڑھانا کہ ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دُھل جائے اس حصّہ کی کوئی جگہ دُھلنے سے باقی نہ رہے اور یہ یوں ہی ہو سکے گا کہ پانی چلّو میں لیکر اوپر چڑھائیے لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اوپر ہی اوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چھو کر گر جاتا ہے بانسے کی جس قدر نرم جگہ ہے اُس سب کو دھو آنا تو بڑی بات ہے اس طرح سے غسل ہرگز نہیں ہوتا جبتک کہ بانسے کی سب نرم جگہ ایک ایک ذرّہ نہ دُھل جائے یہاں تک کہ اگر ناک کے اندر کثافت جمی ہے تو پہلے اُسے صاف کر لے۔ ورنہ اگر اُس کے نیچے پانی نہ پہنچا تو غُسل نہو گا۔ اسقدر پانی پہنچانے سے روزہ دار کو بھی چارہ نہیں نرم بانسے تک پانی پہنچانا اُسے بھی ضرور ہے اس سے اوپر تک اُسے نہ چاہیے کہ کہیں اوپر دماغ کو نہ چڑھ جائے (۳۷) کلّی کرنا اس طرح کہ مُنہ مع ہر پُرزے گوشے کے حلق کی حد تک دُھل جائے صرف مُنہ میں پانی لیکر اُگل دینے سے غسل نہیں اُترتا نہ اس غسل سے نماز پڑھنا مسجد میں جانا قرآن مجید

پڑھنا یا چھونا جائز ہو بلکہ فرض ہے کہ ڈاڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں دانتوں کی کھڑکیوں میں حلق کے کنارے تک ہر پُرزہ پر پانی بہہ کر گزر جائے یہاں تک کہ اگر کوئی سخت چیز کہ پانی کے بہنے کو روک سکے دانتوں کی جڑ یا کھڑکیوں کے درمیان میں ہے تو لازم ہے کہ اسے جُدا کر کے کلی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا ہاں اگر اس کے جُدا کرنے میں ضرر اور تکلیف ہو جس طرح پانوں کی کثرت سے جڑوں میں چونا جم کر سخت ہو جاتا ہے کہ جب تک زائد ہو کر خود ہی جگہ نہ چھوڑ دے چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا یا عورتوں کے دانتوں میں مسّی کی ریخیں جم جاتی ہیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑھوں کی مضرت کا اندیشہ ہو تو جبتک یہ حالت رہیگی اسقدر کی معافی ہوگی بالجملہ غسل میں ان احتیاطوں سے روزہ دار کو بھی چارہ نہیں. ہاں غرغرہ اسے نہ چاہیے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے نہ اتر جائے (۳۸) داڑھوں کے پیچھے پانی بہانا (۳۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز ہو پہلے جُدا کر لیں (۴۰) چونا ریخیں وغیرہ جو بے ایذا چھوٹ سکیں چھڑانا (۴۱) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ دھوناکہ بے منہ اُٹھائے نہ دُھلے گا (۴۲) بغلیں دھوناکہ بے ہاتھ اُٹھائے نہ دُھلینگی (۴۳) بازو کا ہر پہلو دھونا (۴۴) پیٹھ کا ہر ذرّہ دھونا (۴۵) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اُٹھا کر دھوئیں (۴۶) ناف میں اُنگلی ڈالکر دھوئیں. جب بے اس کے

پانی پہنچنے میں شک ہو (۴۷) جسم کا کوئی رونگٹا پانی بہنے سے باقی نہ رہے (۴۸) ران اور پیڑو کا جوڑ کھول کر دھوئیں (۴۹) دونوں سرین ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں خاص احتیاط سے دھوئیں (۵۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ خصوصاً جبکہ بیٹھکر نہائیں خاص احتیاط سے دھوئیں (۵۱) ران کی ساری گولائی (۵۲) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

غسل کی وہ احتیاط کی جگہیں جو مردوں سے خاص ہیں

(۵۳) گندھے ہوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دھونا (۵۴) مونچھوں کے نیچے کی کھال دھونا اگرچہ مونچھیں گھنی ہوں (۵۵) داڑھی کا ہر بال نوک سے جڑ تک اگرچہ گھنی ہو (۵۶) ذکر اور انثیین کی ملنے کی جگہ کہ بے جدا کئے نہ دھلے گی (۵۷) انثیین کے نیچے کا حصہ جوڑ تک (۵۸) انثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۵۹) جس کا ختنہ نہ ہوا بہت علماء کے نزدیک اُس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے (حشفہ کہتے ہیں ذکر یعنی پیشاب کے آلہ کے اُس حصہ کو جو کھال کے اندر ہوتا اور ختنہ کے بعد ظاہر ہو جاتا ہے) (۶۰) اس قول پر اُس کھال کے اندر بھی پانی پہنچنا فرض ہوگا۔ بے چڑھائے اُس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائیگی

غسل کی وہ ضروریات جو عورتوں سے خاص ہیں

(۶۱) گندھی ہوئی چوٹی میں ہر بال

کی جڑ بھگونا ضرور ہے۔ چوٹی کھولنا ضرور نہیں۔ مگر جبکہ بے کھولے جڑ یں نہ بھیگ سکیں (۶۲) ڈھلکی ہوئی پستان اُٹھا کر دھونا (۶۳) پیٹ اور پستان کے درمیان درمیانی جگہ (۶۴ تا ۶۷) فرج خارج کی چاروں لبوں کی جبیں جڑ تک (۶۸) اوپر والے پارہ گوشت کا ہر پرت کہ کھولے سے کُھل سکے گا۔ (۶۹) نیچے والے پارہ گوشت کے نیچے کی سطح (۷۰) اسی پارہ کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشہ کو خیال کر کے دھوئے

بالجملہ تمام ظاہر بدن کے ہر رونگٹے پر ہر ہر ذرّہ پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ مگر حرج کی جگہیں معاف ہیں مثلاً (۱) آنکھوں کے ڈھیلے (۲) عورت کے گندھے بال۔ کہ ان کا کھولنا ضرور نہیں (۳) ناک کانوں کے زیوروں کے وہ سُوراخ جو بند ہو گئے (۴) نامختون جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اُس کا حشفہ جبکہ کھال چڑھانے میں وقت اور تکلیف ہو (۵) اس حالت میں اُس کھال کے اندر کی جگہ جہاں بے چڑھائے پانی نہ پہنچے اور کھولنے میں مشقت ہو (۶) مکھی یا مچھر کی بیٹ جو بدن پر ہو اُس کے نیچے کی جگہ (۷) عورت کے ہاتھ پاؤں میں اگر کہیں مہندی کا جرم لگا رہ گیا (۸) دانتوں کا جما ہوا چونا (۹) مِسّی کی ریخیں (۱۰) بدن کا میل (۱۱) ناخنوں میں بھری ہوئی مٹی یا بدن پر لگی ہوئی (۱۲) جو بال خود گرہ کھا کر رہ گیا ہو اگرچہ مرد کا ہو

(۱۳) پلک یا کوئے میں سرمہ کا جرم (۱۴) لکھنے والے کے انگوٹھے پر روشنائی (۱۵) رنگریز کے ناخن پر رنگ کا جرم (۱۶) نان بائی یا پکانیوالی عورت کے ناخن میں آٹا علی خلاف فیہ (۱۷) کھانے کے ریزے کہ دانت کی جڑ یا درمیان میں رہ گئیے۔ یوں ہی پان کے ریزے نہ چھالیا کے وانے کہ سخت ہیں (۱۸) ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے تو معافی ہونا چاہیے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ بار بار کھولنا ضرر دیگا نہ اس سے بندش ہو سکے گی (۱۹) یوں ہی اگر اکھڑا ہوا دانت کسی مسالے یا مقناطیس یا لوہے کے براوے سے جمایا ہے جمے ہوے چونے کے مثل اُس کی بھی معافی ہونا چاہیے ہاں اگر کمانی چڑھی ہو اور اُتارنے چڑھانے میں ضرر نہیں اور پانی بہنے کو روکے تو اُتارنا لازم ہوگا (۲۰) پٹی کہ زخم پر چڑھی ہے اور کھولنے میں ضرر یا حرج ہے (۲۱) ہر جگہ کہ کسی درد یا مرض کے سبب سے اُس پر پانی بہنا ضرر دیگا۔ غرض مدار حرج پر ہی اور حرج بنص قرآنی اُٹھالیا گیا ہے. حرج کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ وہاں تک پانی پہنچانے میں مضرت ہو جیسے آنکھ کے اندر دوسرے یہ کہ مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی تیسرے یہ کہ بعد علم کے کوئی ضرر اور مشقت تو نہیں ہے مگر اُس کی دیکھ بھال میں وقت ہے جیسے مکھی مچھر کی بیٹ اُلجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال پہلی اور دوسری قسم کی

معافی تو ظاہر ہے البتہ تیسری قسم میں بعد جاننے کے اُس کا دور کرنا ضرور ہے مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں آٹا لگا ہوا ہے یا مہندی سرمہ روشنائی رنگ بیٹ وغیرہ سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ لے تو اس کا چھڑالینا ضرور ہے یہ نہو کہ اب اُسے یوں ہی چھوڑ دے۔ اور اوپر ہی پانی بہالے۔ بلکہ چھڑالے کہ آخر چھڑاتے میں حرج اور دشواری تو ہے نہیں اگر دشواری بھی تو اُس کی دیکھ بھال میں اور وہ جاننے کے بعد جاتی رہی **مسئلہ مہمہ** پانی جس سے وضو یا غسل کیا جاتا ہے اُس کی نسبت ہمارے شہروں میں بہت ہی بے پرواہی ہے کنوؤں کا حال اظہر من الشمس ہے کہ بعض تو یقیناً نجس ہیں اور خدشہ تو اکثر میں ہے اُس کے علاوہ ایک آفت پانی کو مستعمل کرنے کی ایسی لگ گئی ہے کہ عوام تو عوام بعض لکھے پڑھے بھی بے ضرورت پانی مستعمل کرکے اس کو بیکار کر لیتے ہیں جس سے پھر وضو نہیں ہو سکتا نہ غسل ہو سکے لہذا یہاں مستعمل پانی کی تعریف اور اُس کے متعلق ضروری مسائل لکھے جاتے ہیں تاکہ لوگ اُن پر عمل کریں اور نمازوں کو بے طہارت پڑھنے سے بچائیں مستعمل پانی وہ تھوڑا پانی ہے جس نے یا تو تطہیر نجاست حکمیہ سے کسی واجب کو ساقط کیا یعنی انسان کے کسی ایسے پارۂ جسم کو چھو گیا جس کا پاک کرنا وضو یا غسل میں فی الحال اور بالفعل

ضروری تھا یا ظاہر بدن پر اُس کا استعمال کرنا خود ثواب کا کام تھا اور
استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اُسی نیت ثواب سے استعمال
کیا اور یوں وہ پانی اُس پاکی کو جو واجب تھی یا وہ قربت جو مقصود تھی اُس
کو پورا کر کے عضو سے جدا ہوا اگرچہ ابھی تک کسی جگہ ٹھہرا نہیں بلکہ روانی
میں ہے. اور بعض کے نزدیک حرکت جا کر کسی جگہ جب پانی رُک
جائے اُس وقت مستعمل ہوگا اب فوائد قیود سنئے (۱) آب کثیر یعنی وہ
دردہ یا جاری پانی میں محدث یعنی اُس شخص نے جس کو وضو کی حاجت ہو
یا جنب جس کو غسل کی حاجت ہے وضو یا غسل کرے یا کوئی نجاست ہی
دھوئی جائے تو پانی نہ نجس ہوگا نہ مستعمل ہوگا لہٰذا قلیل یعنی تھوڑے
پانی کی قید لگانا ضرور ہے (۲) محدث نے تمام یا بعض اعضائے
وضو دھوئے اگرچہ بے نیت وضو محض ٹھنڈ یا میل دور کرنے کے
لئے یا اُس نے بالکل کچھ بھی نہ کیا نہ اُس کا قصد تھا بلکہ کسی دوسرے
نے اُس پر پانی ڈال دیا جو اُس کے کسی ایسے عضو پر گذرا جس کا وضو یا
غسل میں پاک کرنا ابھی تک اُس پر فرض تھا مثلاً محدث کے ہاتھ
یا جنب کی پیٹھ پر تو ان سب صورتوں میں شکل اول کے سبب سے
پانی مستعمل ہو گیا کہ اس نے محل نجاست سے چھو کر اُتنے ٹکڑے کی
پاکی کو جو اس کے ذمہ واجب تھی ساقط کر دیا اگرچہ پچھلی صورتوں میں

ہنوز حکم تطہیر دوسرے اعضاء میں باقی ہے اور پہلی میں تو جبکہ تمام اعضائ
پورے دُھل گئے فرضِ پاکی بالکل ہی اس کے اوپر سے اُتر گیا۔ پانی
کوئی یا بڑے مٹکے کے سوا کہیں نہیں وہ برتن جُھکانے کے قابل نہیں
چھوٹا برتن مثل کٹورا ایک ہی پاس تھا وہ اُسی برتن میں گر کر ڈوب گیا
کوئی بچّہ یا باوضو شخص ایسا نہیں جس سے کہکر نکلوائے اب بہ مجبوری خود
محدث ہی ہاتھ ڈال کر نکالے گا یا چھوٹا برتن سرے سے ہے ہی نہیں تو
ناچار چلّو چلّو لیکر ہاتھ دھوئے گا ان دونوں صورتوں میں بھی اگرچہ مشکل اوّل
یعنی اسقاط واجب تطہیر پائی گئی مگر یہ ضرورۃً معاف رکھی گئی ہیں پانی
مستعمل نہ ہوگا بے ضرورت اگر ایسا کرے گا تو کل پانی یا بعض بالاتفاق
مستعمل ہوجائے گا اگرچہ ایک قول پر قابل وضو رہے بیان اُس کا یہ ہے
کہ محدث یعنی بے وضو یا حاجت غسل والے کا وہ عضو جس پر سے
ابھی تک پاک کرنے کا حکم ساقط نہیں ہوا اگرچہ کتنا ہی کم ہو مثلاً پورا یا
ناخن یہ اگر تھوڑے پانی سے چھو جائے تو ہمارے علمار کو اختلاف ہے
بعض کے نزدیک وہ سارا پانی مستعمل ہوجاتا ہے قابل غسل اور وضو نہیں
رہتا اور بعض کے نزدیک صرف اُتنا مستعمل ہوا جسقدر اُس پارہ بدن سے
ملا باقی آس پاس کا پانی جو اُس عضو سے نہیں چھو گیا وہ مستعمل نہیں ہوا
یوں ہی وہ تمام پانی کہ اس عضو کے پہنچنے کی جگہ سے نیچے ہے اُس پر بھی

حکم استعمال نہ آیا۔ اس قول پر مٹکی یا گولی میں کہنی تک ہاتھ ڈالنے سے بھی پانی قابل طہارت رہے گا کہ ظاہر ہے کہ جو پانی ہاتھ کے آس پاس اور نیچے ہے وہ اُس حصّہ سے بہت زائد ہے جس نے ہاتھ سے مس کیا اور جب غیر مستعمل پانی مستعمل سے زائد ہو تو پانی قابل وضو و غسل رہتا ہے مثلاً لگن میں وضو کیا اور وہ پانی ایک گھڑے بھر غیر مستعمل پانی میں ملادیا تو یہ مجموع قابل وضو ہی کہ مستعمل نامستعمل سے کم ہے اسی پر ان بعض نے قیاس کر کے ہاتھ ڈالنے کا حکم رکھا کہ مستعمل تو اُتنا ہی ہوا جتنا ہاتھ کو لگا باقی کہ الگ رہا اُس پر غالب ہے اور فریق اوّل نے فرمایا کہ پانی ایک متصل جسم ہے اُس کے بعض سے ملنا کل سے ملنا ہے لہذا ناخن کی نوک یا پورے کا کنارہ لگ جانے سے بھی کل مٹکا مستعمل ہو جائے گا یہ دو قول ہیں اور فریق اول ہی کا قول احتیاط ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ناخن کا پور الگ جانے سے بھی کل مٹکا بھر پانی مستعمل ہو جاتا ہے بہر حال اسقدر میں فریقین کو اتفاق ہے کہ بے ضرورت چلو لینے یا ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا اگرچہ بعض تو تعریف مذکور ہر طرح جامع و مانع ہے (۳) باوضو آدمی نے بہ نیت ثواب دوبارہ وضو کیا (۴) سمجھ وال نابالغ نے وضو بقصد وضو کیا (۵) حیض اور نفاس والی عورتوں کو جبتک حیض اور نفاس باقی ہے وضو اور غسل کا حکم نہیں مگر انھیں

مستحب ہے کہ نماز پنجگانہ کے وقت اور اشراق اور چاشت اور تہجد کی
عادت رکھتی ہو تو ان وقتوں میں بھی وضو کرکے کچھ دیر یاد الٰہی کر لیا کرے
کہ عادت باقی رہے انھوں نے یہ وضو کیا (۶) پاک آدمی نے ادائے
سنّت کو جمعے یا عرفے یا عیدین یا احرام یا اور اوقات مسنونہ کا غسل یا
میّت کو غسل دینے کا وضو یا غسل کیا (۷) باوضو نے کھانا کھانے کو
یا کھانا کھا کر بہ نیت ادائے سنّت ہاتھ دھوئے یا کلّی کی (۸) وضوئے
فرض یا نفل میں جو پانی کلّی یا ناک میں پہنچانے میں صرف ہوا (۹)
کچھ اعضاء دھوئے تھے خشک ہو گئے سنّت موالات کی نیت سے
اُنھیں پھر دھویا ان سب صورتوں میں شکل دوم کے سبب مستعمل ہو جائیگا
کہ اگرچہ اسقاط واجب نہ کیا اقامت قربت کی یعنی جو عبادت مقصود
تھی وہ ادا ہوئی میّت کو نہلا کر غسل کرنا بھی مستحب ہے (۱۰) میت کے
بارہ میں علماء مختلف ہیں جمہور کے نزدیک موت نجاست حقیقیہ ہے
اس تقدیر پر تو وہ پانی کہ غسل میّت میں صرف ہوا مستعمل پانی نہیں
بلکہ ناپاک ہے اور بعض کے نزدیک نجاست حکمیہ ہے بحر الرائق وغیرہ
میں اسی کو اصح کہا اس تقدیر پر وہ پانی بھی مستعمل ہے اور مذکورہ تعریف
کی شق اول میں داخل کہ اس نے بھی اسقاط واجب کیا اسی وجہ سے
انسان کا پارہ جسم تعریف میں کہا نہ مکلف کا کہ میّت مکلف نہیں اور

اس کا پاک کرنا ضروری تھا کہا نہ یہ کہ اُس کے اوپر ضروری تھا کہ یہ تطہیر میّت کے اوپر ضروری نہیں زندوں پر ضروری ہے (۱۱) یوہیں غسل میّت کا دوسرا اور تیسرا پانی بھی مستعمل ہوگا کہ اگرچہ پہلے پانی سے اسقاط واجب ہوگیا مگر غسل تین بار کرنا قربت ہے اسی وجہ سے شق دوم میں بھی بدن انسان مطلق رکھا مکلف کی قید نہ بڑھائی (۱۲) وضو علی الوضو کی نیت سے دوسرے کو کہا کہ مجھے وضو کرادے اُس نے بہ نیت ثواب اس کے اعضاء وضو دھوئے پانی مستعمل ہوگیا کہ جب اس کے امر سے ہے اور اس کی نیت قربت اور عبادت کی ہے تو وہ اسی کا استعمال قرار پائے گا (۱۳) باوضو آدمی نے اعضاء ٹھنڈے کرنے یا میل دھونے کو وضو بے نیت وضو علی الوضو کیا پانی مستعمل نہ ہوگا کہ اب نہ اسقاط واجب ہے نہ اقامت قربت (۱۴) معلوم تھا کہ عضو تین بار دھو چکا ہوں اور ابھی تک پانی سوکھا بھی نہیں تھا بلا وجہ چوتھی بار اور ڈالا یہ بھی عبادت اور قربت نہیں بلکہ خلاف ادب ہے (۱۵) ہاں اگر شک ہو کہ دوبارہ دھویا یا تین بار یوں تین بار پر یقین ہو جانے کے لئے پانی پھر ڈالا تو مستعمل ہو جائے گا اگرچہ واقع میں چوتھی بار ہو (۱۶) جسے حاجت غسل نہیں۔ اس نے اعضاء وضو کے سوا مثلاً پیٹھ یا ران دھوئے تو مستعمل نہ ہوگا (۱۷) باوضو نے کھانا کھانے

زائد پانی مستعمل ہو جاتا ہے

گویا کھانے سے بعد یا ویسے ہی مُنھ ہاتھ صاف کرنے کو بے نیت ادائے
سنت ہاتھ منھ دھوئے یا کُلی کی مستعمل نہ ہوگا کہ حدث اور قربت
نہیں (۱۸) باوضو نے صرف کسی کو وضو سکھانے کی نیت سے وضو
کیا مستعمل نہ ہوا کہ تعلیم وضو اگرچہ قربت ہے مگر وضو سکھانے کو وضو کرنا
فی نفسہ قربت نہیں سکھانا قربت ہے اور وہ زبان سے بھی ممکن و
لہٰذا التعریف مذکور میں قید لگائے کہ وہ استعمال خود کار ثواب تھا
اگرچہ واسطے غیر کے مقصود ہو جیسے وضو (۱۹) کوئی پاک کپڑا وغیرہ دھویا
مستعمل نہ ہوا (۲۰ و ۲۱) کسی جانور یا نابالغ بچے کو نہلایا اور اُن کے
بدن پر نجاست نہ تھی اگرچہ وہ جانور غیر ماکول اللحم ہو جیسے بلی یا چوہا حتے
کہ مذہب راجح پر کتا بھی جبکہ پانی اُن کے لعاب سے جدا رہا اگرچہ یہ
نہلانا اُن کے دفع مرض یا شدت گرمی میں ٹھنڈ پہنچانے کو بہ نیت
ثواب ہو مستعمل نہ ہوگا کپڑا برتن جانور اور اُن کی امثال تو بدن انسان
کی قید سے خارج ہوئے اور نابالغ کو نہلانا مثل وضوئے تعلیم خود قربت نہیں
کہ بچوں کے نہلانے کا کوئی خاص حکم شرع میں نہ آیا ہاں انھیں
بلکہ ہر مسلمان اور جاندار کو نفع و آرام پہنچانے کی ترغیب ہے یہ
امور عادیہ اس حکم کی نیت سے کلیہ محمودہ کے نیچے آکر قربت ہو سکتے
ہیں مگر موجب استعمال وہ ہی فعل ہے جو بذات خود قربت اور

مطلوب شرع ہو (۲۲) حیض اور نفاس والی عورت نے قبل انقطاع
حیض یا نفاس بے نیت قربت غسل کیا پانی مستعمل نہوگا اس لئے
کہ ان پر ابھی غسل لازم نہیں اسی وجہ سے بالفعل کی قید لگائی (۲۳)
نا سمجھ بچے نے وضو کیا جیسے ماں باپ کو دیکھکر دو تین سال کے بچے وضو اور
نماز کرنے لگتے ہیں تو پانی مستعمل نہ ہوگا کہ نہ حدث نہ قربت (۲۴) وضو
کرنے میں پانی کو جبتک اُسی عضو پر بہ رہا ہے حکم استعمال نہ دیا جائے گا
ورنہ وضو محال ہوجائے گا بلکہ جب اُس عضو سے جدا اگرچہ ابھی کہیں ٹھہرا
نہو مستعمل ہوگا مثلاً مُنہ دھونے میں کلائی پر پانی لیا اور وہی پانی کلائی
پر بہالیا جمہور کے نزدیک کافی نہوگا کہ مُنہ سے جُدا ہوتے ہی مستعمل
ہوگیا ہاں جن بعض کے نزدیک ایک جگہ ٹھہر جانا استعمال کے لئے شرط
ہے اُن کے نزدیک کافی ہے کہ ابھی مستعمل نہ ہوا اور غسل میں سارا
بدن ایک عضو ہے تو سر کا پانی کہ پاؤں تک بہتا آتا ہے جس جس جگہ گذرا
سب کو پاک کرتا جائے گا (۲۵) نجاست میں حکمیہ کی قید کا فائدہ ظاہر
ہے کہ جو پانی نجاست حقیقیہ (مثل پیشاب پاخانہ گوبر نطفہ وغیرہ) کے دھونے میں
صرف ہو ہمارے نزدیک مطلقاً ناپاک ہوجائے گا نہ کہ مستعمل
(۲۶) پانی کو مطلق رکھا اور خود رفع نجاست حکمیہ اور اقامت قربت
ہائے مذکورہ سے واضح کہ پانی سے مطلق پانی مراد ہے تو شوربے

یا دودھ کی لستی یا نبیذ تمر سے اگر وضو کرے وہ مستعمل نہ ہوں گے کہ اُن سے وضو ہی نہ ہوا تو مستعمل کیا ہوں (۲۷) خود نفس جنس یعنی پانی نے دودھ سرکہ گلاب کیوڑہ وغیرہ کو خارج کر دیا کہ اُن سے وضو کرے تو مستعمل نہ ہوں گے اگرچہ بے وضو ہو اگرچہ جنب ہو اگرچہ نیت قربت کرے کہ پانی کے سوا کوئی چیز نجاست حکمیہ کو دور نہیں کر سکتی (نجاست حکمیہ وہ معنوی نجاست ہے جو اُن چیزوں کے سبب اعضاء وضو یا تمام بدن پر پیدا ہوتی ہے جن سے وضو یا غسل کرنا لازم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ان چیزوں سے اس سارے حصہ بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگ جاتی مگر شرع مطہر نے اس سارے جسم کو پاک کرنے کا حکم دیا اس لئے اُسے نجاست حکمیہ کہتے ہیں). فائدہ۔ اگر کہیئے کہ ۲۶ اور ۲۷ کا کیا فائدہ ہے کہ مستعمل ہونے سے ہمارے نزدیک شے نجس نہیں ہو جاتی صرف نجاست حکمیہ دور کرنے کے قابل نہیں رہتی یہ قابلیت ان اشیاء میں پہلے بھی نہ تھی تو اُن کو مستعمل نہ ماننے کا کیا فائدہ ہوا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہی فائدہ بہت تھا کہ مستعمل نہ ہونے سے اُن کی پاکی متفق علیہ رہے گی کہ مستعمل کی پاکی میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے اگرچہ صحیح یہ ہے کہ مستعمل پاک ہے دوسرے مستعمل اگرچہ پاک ہے مگر قذر ہے مسجد میں اُس کا ڈالنا ناجائز ہے

ان اشیاء کو مستعمل نہ بنانے سے یہ فائدہ ہوا کہ مثلاً جس گلاب سے
کسی نے وضو کیا اُسے مسجد میں چھڑک سکتے ہیں کہ وہ مستعمل نہ ہوا
تیسرا فائدہ یہ ہے کہ مستعمل کا پینا مکروہ ہے جب یہ مستعمل نہ ہوئے
معلوم ہوا کہ ان کے پینے میں کوئی کراہت نہیں فائدہ مستعمل میں راجح
اور صحیح یہی ہے کہ وہ پاک ہے اگرچہ نجاست حکمیہ کے دور کرنے
کی قابلیت اُس میں نہیں ہے اسی طرح صحیح یہ ہے کہ پانی بمجرد اس
کے کہ عضو سے علیحدہ ہو مستعمل ہو جائے گا اگرچہ ابھی روانی میں ہو
مسئلہ جیسے وضو میں ضروری ہے کہ اعضاء وضو میں سے ایک
ذرہ بھی پانی کے بہہ کر گذر جانے سے باقی نہ رہ جائے اُن
اعضاء سے جن کا دُھلنا فرض ہے اسی طرح تیمم میں بھی فرض ہے کہ
کوئی پرزہ کوئی ذرہ منہ کا پیشانی کے شروع سے جہاں بال اُگنے
کی جگہ ختم ہوتی ہے وہاں سے لے کر ٹھوڑی کی اُس ہڈی تک جہاں
نیچے کے دانت جمتے ہیں لمبائی میں اور کان کی دونوں کنپٹیوں
تک چوڑائی میں مسح سے باقی نہ رہے آنکھ کے پوٹے اور کان اور
گالوں کی درمیانی جگہ کا خاص لحاظ ضروری ہو اسی طرح دونوں ہاتھ
ناخنوں کے سر سے لیکر کہنیوں تک مسح سے ایک ذرہ بھر نہ چھوٹنے پاوے
اور کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرے اگر کم سے کیا تو جائز نہ ہوگا اگر کوئی

انگوٹھی یا چھلّہ یا چوڑی وغیرہ ہاتھوں میں پہنے ہو تو اُن کو ہٹا کر بدن پر مسح کرنا ضروری ہے یہاں تک جو بیان ہوا شروط امامت کا تھا اور بوجہ اس کے کہ امام کی صحت نماز پر تمام مقتدیوں کی صحت نماز موقوف ہے اس خصوصیت خاصہ کے سبب ان کو شروط امامت کہا گیا۔ ان شروط سے صرف جواز ہو گا رہی کراہت سو وہ باوجود ان شروط کے بھی بعض صورتوں میں پائی جا سکتی ہے جن کا بیان آگے آتا ہے۔

اقتداء کی صحت کے لئے دس شرطیں ہیں اوّل مقتدی کا امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کرنا شرط نیت کی یہ ہے کہ شروع میں جو تکبیر کہی جاتی ہے یعنی تکبیر تحریمہ اُس سے ملی ہوئی ہو یا اگر پہلے ہو تو درمیان میں نیت اور تکبیر کے کوئی اجنبی فاصلہ نہ ہوا ہو دوسرے امام اور مقتدی کا مکان ایک ہونا تیسرے یہ کہ امام اور مقتدی کے فرض نماز ایک ہی ہو دونوں کی آج کی ظہر یا دونوں کی کل کی عصر چوتھی امام کی نماز فی نفسہ بھی صحیح ہو اور اس مقتدی کے نزدیک بھی صحیح ہو پانچویں یہ کہ مقتدی کی ایڑیاں امام کی ایڑیوں سے آگے نہ ہوں۔ چھٹی یہ کہ مقتدی کو امام کے انتقالات رکوع سجدہ وغیرہ میں جانا معلوم ہو لیں خواہ سُننے سے یا دیکھنے سے ساتویں یہ کہ مشارکت امام سے سجدہ رکوع وغیرہ میں ہو یعنی اُس کا ہر فعل امام کے ساتھ یا امام

کے بعد ہو۔ آٹھویں یہ کہ مقتدی امام سے رکوع سجدہ وغیرہ ادا کرنے میں برابر ہو یا اُس سے کم ہو پہلی کی مثال اقتداء راکع اور ساجد کی راکع اور ساجد کے پیچھے اور دوسرے کی مثال اقتداء اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے والے کی اس کے پیچھے جو پورا رکوع سجدہ کرتا ہو اسی طرح اور جملہ شرائط میں مقتدی امام کے برابر ہو یا اُس سے کم پہلی کی مثال اقتداء اُس شخص کی جس میں جملہ شرائط موجود ہوں اپنے سے دوسرے کے پیچھے اور ننگے کے ننگے کے پیچھے اور دوسرے کی مثال ننگے کی اقتداء کپڑے پہنے ہوئے کی پیچھے نویں یہ کہ امام کی سفر یا غیر سفر کی حالت نماز پڑھنے سے پہلے یا بعد معلوم ہو یہ جب ہی کہ امام شہر یا گانوں میں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھے. دسویں یہ کہ عورت امام یا مقتدی کے برابر نہ کھڑی ہو کہ عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مرد کی نماز کا مفسد ہے جس کی چند شرطیں ہیں اول یہ کہ عورت برابر کھڑی ہو تو اُس وقت اس کا پانوں اس مرد کے کسی عضو سے مقابل ہو اگرچہ آدھا ہی پانوں عورت کا ہو اور وہ مرد کے کسی عضو سے برابر ہو جائے اور اگر پانوں پیچھے ہو مرد کے ہر عضو سے اور رکوع سجدہ کرتے وقت عورت کا سر مرد کی کسی عضو کے مقابل ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر عورت مرد کے آگے کھڑی ہو تو اُس وقت میں

محاذات جب نماز فاسد کرے گی جب وہ مرد بالکل اس کے پیچھے کھڑا ہو دہنی طرف یا بائیں طرف بقدر ایک آدمی کے جگہ چھوڑ کر نہ کھڑا ہو اگر ایسا ہو تو نماز فاسد نہوگی۔ دوسرے یہ کہ نو برس خواہ زیادہ عمر رکھتی ہو اگرچہ ابھی بالغہ نہ ہوئی ہو یا بہت بوڑھی ہوگئی ہو تیسرے یہ کہ اس مرد اور اس عورت کے درمیان میں کوئی آڑ نہ ہو مثل کھمبہ وغیرہ کی یا ایک آدمی کے کھڑے ہونے بھر کی جگہ خالی نہو ان دونوں سے درمیان میں یہ اُس وقت جبکہ یہ دونوں ایک ہی صف میں ایک دوسرے کے دہنے بائیں کھڑے ہوں اور اگر عورت آگے اور مرد پیچھے ہو تو اس وقت اگرچہ درمیان میں دونوں کے ایک آدمی کے کھڑے ہونے کی جگہ ہو بھی مگر جب بالکل ایک دوسرے کی سیدھ میں کھڑے ہونگے یا ایک آدھ بالشت سیدھ سے ہٹ کر بھی کھڑے ہونگے جب بھی نماز فاسد ہوگی۔ چوتھے یہ کہ یہ محاذات کسی رکوع سجدہ والی نماز میں ہو۔ پانچویں یہ کہ وہ نماز ان مرد و عورت دونوں میں مشترک ہو تحریمۃً اس طرح سے کہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے امام ہوں یا کوئی تیسرا اُن کا امام ہو۔ چھٹے یہ کہ یہ نماز دونوں میں مشترک ہو اداءً اور اس کی بھی یہی صورت ہے کہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے امام ہوں یا ایک تیسرا اُن کا امام ہو اور اُن دونوں قیدو

کا علیحدہ فائدہ بعض صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے جو بڑی کتابوں میں
لکھی ہیں ساتویں یہ کہ یہ دونوں ایک ہی طرف اور ایک ہی جہت میں
کھڑے ہوں اگر مثلاً کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھیں اور ایک کا منہ مشرق
کو دوسرے کا مغرب کو ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ دونوں برابر
کھڑے ہوں۔ الحاصل جب یہ سات شرطیں پائی جائیں تو اس صورت
میں اگر امام نے نماز شروع کرتے وقت عورتوں کی امامت کی نیت
کی تھی تو صرف اس مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی جس کے محاذات
عورت سے ہے اگر یہ مرد عاقل بالغ ہے ورنہ اگر امام نے شروع
میں نیت نہیں کی تھی تو اس عورت کی نماز صرف فاسد ہو جائے گی
اگر عورت مرد کے نماز شروع کر لے کے بعد آئی اور اس نے پیچھے
ہٹ جانے کا اشارہ عورت کو کیا اور وہ نہیں ہٹی تو عورت کی صرف
نماز فاسد ہوگی اور مرد نے اشارہ نہیں کیا تو خود مرد کی نماز
جاتی رہے گی۔

فصل دوم نماز پڑھنے اور پڑھانے کی ترکیب میں

ترکیب بتانے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ امام کو چاہیے نماز
سے پہلے صفیں درست کراوے اول بالغ مرد ہوں[1] پھر لڑکے اگر

[1] حاشیہ صفحہ ۳۲ پر ہے

ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف میں وہنی بائیں بیچ میں جہاں چاہے
کھڑا ہو جائے یہ جو لوگوں میں رائج ہے کہ لڑکے کو خواہ مخواہ
صف کے بائیں جانب کھڑا کرتے ہیں غلط فہمی ہے بلکہ بعض تو
یہاں تک کرتے ہیں کہ لڑکا بائیں جانب صف میں نماز پڑھ رہا ہے
اب یہ آئے تو اُسے پکڑ کر ہٹا دیا اور خود اس کی جگہ کھڑے ہو گئے
یہ نرا ظلم ہے۔ پھر لڑکوں کے بعد خنثے (وہ جس کے مرد اور عورت
دونوں کی علامات ہوں یا کوئی علامت نہو) اور ہر خنثی دوسرے
سے ایک آدمی کی جگہ چھوڑ کر قیام کرے کہ شاید ان میں سے ایک
مرد دوسری عورت ہو تو برابر کھڑے ہونے سے مرد کی نماز نہو گی
پھر خنثے کے بعد عورتیں اگر حاضر ہوں (ورنہ اب تو عورتوں کا مساجد
میں آنا مطلقاً مکروہ ہے) سب آدمی ایک دوسرے کے شانہ سے
شانہ ملا کر کھڑے ہوں اور پانوں کے گٹّے ایک کے دوسرے سے
محاذی ہوں اگرچہ پانوں کی اُنگلیاں ایک کی دوسرے سے
آگے ہوں۔ اچھے کپڑے پہنکر امامت کرائے اور مقتدی بھی اسکا
لحاظ رکھیں کہ اللہ عزّ و جلّ کے دربار میں حاضری ہے۔ عمامہ باندھنا

سلہ اگر مقتدی ایک ہی ہو تو امام کے دہنی طرف کھڑا ہو مقتدی مرد امام کی ایڑی سے
اپنی ایڑی پیچھے رکھے یا برابر اور عورت میں محاذات مفسدہ کا خیال رہے جسکا بیان گذر چکا

سنت ہے عمامہ کے ساتھ ایک نماز بے عمامہ کی ستر نمازوں
کے برابر ہے۔ بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ امام بے عمامہ ہے اور
اپنے سر پر عمامہ تو اپنا بھی اوتار دیتے ہیں یہ جہالت ہے امام
سنت چھوڑے تو تم کیوں چھوڑو۔ پھر امام درمیان میں کھڑا ہو
محراب میں اکیلا کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے اور در میں کھڑا ہونا
امام کو مکروہ تنزیہی اور مقتدیوں کو بے ضرورت مکروہ تحریمی کہ
ایک صف کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے اور صف قطع کرنا گناہ ہے
ہاں بارش یا شدت کی دھوپ یا مسجد کی تنگی کے باعث در وں
میں صف باندھیں تو مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد اقامت (بطریق
والفاظ معلومہ) شروع کرائے اقامت موذن کا حق ہے ہاں وہ
نہ ہو یا دوسرے کو اجازت دیدے تو مضائقہ نہیں اذان و اقامت
وہ شخص کہے جو صحیح کہہ سکے۔ نہ کہ بے پروائی سے جو چاہے کہہ لے
جب حی علی الفلاح کہی جائے تو اگر امام بیٹھا ہو کھڑا ہو جائے اور
سب مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں اس سے پہلے کھڑے
اقامت سننا نامناسب ہی پھر انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا
وما انا من المشرکین تکبیر تحریمہ اور نیت نماز دونوں سے پہلے کہے لے پھر
امامت کرانے اور نماز پڑھنے کی دل اور زبان سے نیت کرے اور

جب قد قامت الصلاۃ کہی جائے اوس وقت یا ختم اقامت کے بعد
دونوں ہاتھ اُٹھا کر کان کی لو انگوٹھوں سے چھوئے اور ہتیلیاں قبلہ رو
رکھے اب اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے کو لائے اور اس طرح کہ بائیں ہاتھ کے
پہونچے کے دونوں گٹے سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے پکڑے
باقی سیدھی ہتیلی بائیں ہاتھ کے پُشت پر رہے سیدھے ہاتھ کی تینوں
اونگلیاں سیدھی رکھے ہاتھ ناف سے نیچے باندھے نیت تکبیر تحریمہ سے
ملی ہوئی کرے اور تکبیر تحریمہ کہتے وقت سیدھا کھڑا ہونا ضرور ہے اگر بلا مجبوری
اتنا جھکا ہو کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنے تک پہنچے تو یہ قیام میں داخل نہیں
بلکہ رکوع کی ہیئت ہے یوں تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز نہ ہوگی ہاں جو
کوزہ پشت ہے کہ سیدھا ہو ہی نہیں سکتا تو مجبوری ہے اور اوس کے پیچھے
نماز ہو جاویگی اگرچہ اوس کا غیر اولیٰ ہے اور تکبیر تحریمہ اللہ اکبر اس نیت
سے کہے کہ نماز شروع کرتا ہوں اور مقتدی کو خبردار کرتا ہوں تکبیر تحریمہ
چلا کر کہے۔ مگر زیادہ بلا ضرورت نہ چلائے۔ ہاں امام کو یہ اولیٰ ہے کہ تکبیرات
اور قرات سب قدر حاجت سے کچھ زیادہ آواز سے کہے۔ یہی حکم ہر تکبیر
انتقال اور سمع اللہ لمن حمدہ اور پہلے سلام کا ہے ہاں دوسرا سلام
قدرے پست آواز سے ہو اور مقتدی تکبیر تحریمہ اور کل دوسری تکبیرات
انتقالیہ اور ربنا لک الحمد سب آہستہ کہے۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اگر آستین کے

اندر ہو تو نکال لے تکبیر تحریمہ کا شروع ہاتھ اٹھانے کے بعد کان کی لو چھونے سے اور ختم ہاتھ باندھنے کے ساتھ ہو۔ ہاتھ کی انگلیاں تکبیر کہتے وقت درمیانی حالت میں رہیں نہ بہت کھلی نہ بہت بند اور ہتیلیاں تکبیر کے وقت قبلہ کی طرف رہیں تکبیر کے ختم کے ساتھ فوراً ہاتھ باندھ لیں کھلے نہ چھوڑیں بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانے کے بعد بالکل چھوڑ دیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ جہالت ہے۔ حالت قیام میں نظر سجدہ کی جگہ رہے سر کو ایک طرف نہ جھکائے بلکہ سیدھا رکھے۔ جب ہاتھ باندھ چکے تو سبحانک اللھم بالفاظ معلومہ) امام اور مقتدی دونوں آہستہ پڑھیں ایسے کہ خود سن سکیں۔ اور جو چیز آہستہ پڑھنے کی ہو اُس کو ایسے ہی پڑھنا چاہیئے اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئے کہ اپنے کان تک آسکے تو وہ پڑھنے میں داخل نہیں۔ تکبیر تحریمہ یا قرأت ایسے پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی اور التحیات یا دعائے قنوت ایسے پڑھے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی۔ ہاں زور کا مینہ برس رہا ہے یا اور کوئی غل و شور ہے اوس کے سبب اپنے کان تک آواز نہ آئے اور اس قابل ہو کہ یہ غل نہ ہوتا تو آتی تو حرج نہیں۔ جو آواز اپنے کان تک آئیگی اپنی برابر والے کو بھی سنائی دیگی اُسکی پرواہ نکریں کہ اتنا خود حکم و ضروری ہے اسکے بعد امام آہستہ اعوذ باللہ الخ پھر بسم اللہ الخ آہستہ پڑھے۔ مقتدی فقط سبحانک اللھم پڑھکر خاموش رہیں اونپر اعوذ وغیرہ نہیں بسم اللہ امام اور منفرد یعنی اکیلا نماز

نماز پڑھنے والا مطلقاً ہر نماز کی کل رکعتوں میں الحمد سے پہلے پڑھا کریں بعد بسم اللہ
پڑھنے کی سورۂ فاتحہ اور ان سورتوں سے جو آگے آتی ہیں کوئی سورت پڑھلے
سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت نمازوں میں سے ظہر عصر اور مغرب اور عشاء کے پہلی
دو رکعتوں میں اور فجر اور جمعہ کی سب رکعتوں اور وتر کے تینوں رکعتوں میں
اور تراویح کی بیسوں رکعتوں اور عیدین کی دونوں رکعتوں میں پڑھی جائیگی
البتہ فجر اور جمعہ کی ہر رکعت اور مغرب اور عشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور
رمضان شریف میں وتر کے تینوں رکعتوں میں اور تراویح اور عیدین
کی سب رکعتوں میں امام چلّا کر پڑھے گا اور ظہر اور عصر میں آہستہ
مقتدی کسی نماز میں کچھ قرات نہیں کرے نہ زور سے نہ آہستہ سے اور
منفرد اکیلا آدمی زور سے پڑھنے والی رکعتوں میں چاہے زور سے پڑھے
چاہے آہستہ اور چلّا کر پڑھنا یہ ہے کہ بہت سے آدمی سُن لیں امام چار رکعتوں
والے ہر فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں اور مغرب کے آخری ایک رکعت
میں صرف سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے اکیلا بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی سرے
سے پڑھے ہی نہیں ولا الضالین کے بعد آمین آہستہ کہے آمین میں الف
کا مد اور قصر دونوں جائز ہیں مگر مد افضل ہے میم پر تشدید خلاف سنت ہے
اگرچہ نماز فاسد نہ ہوگی اور جن رکعات میں بعد الحمد سورت بھی ہے ان میں اگر شروع
سورت سے پڑھے تو بعد آمین بسم اللہ پڑھے اور شروع سورت کے علاوہ کہیں سے

کچھ آیتیں پڑھے تو بسم اللہ نہ کہے پھر اگر سفر کی حالت میں ہو چلنے میں جلدی ہو یا دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو اس وقت کوئی سی بھی سورت یا تین آیتیں چھوٹی یا دو یا ایک بڑی آیت پڑھے ہر اس رکعت میں کہ بھری پڑھی جاتی ہے اور اگر سفر میں کوئی جلدی یا خوف وغیرہ نہ ہو تو اس وقت فجر اور ظہر میں سورۂ بروج یا اور اس کی برابر پڑھے اور عصر و عشاء میں اس سے کم جیسے والضحیٰ وغیرہ پڑھے اور مغرب میں اس سے بھی کم جیسے والعصر وغیرہ پڑھے اور اگر سفر میں نہ ہو بلکہ مقیم ہو تو ضرورت کی حالت میں بقدر ضرورت پڑھے جیسے وقت جا رہا ہو تو فاتحہ کے بعد چھوٹی سورت پڑھے بلکہ فقط تین آیتوں مثلاً یاایھا المدثر ۞ قم فانذر ۞ وربک فکبر ۞ پر قناعت کرے یوہیں اگر جماعت میں کوئی مریض یا حاجت والا ہے کہ دیر میں اُس کا کام خراب ہو گا یا اتنا بوڑھا ہے کہ طول قیام اُس پر شاق ہو گا تو اُس کی رعایت سے جہاں تک حاجت ہو تخفیف کرے اور اگر مقیم ہو اور کوئی ضرورت بھی نہ ہو تو اُس وقت فجر اور ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر ہر رکعت میں طوال مفصل میں سے کوئی سورت پوری پڑھے طوال مفصل سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک ہیں اور عصر اور عشاء میں دو پہلی رکعتوں میں ہر ہر رکعت میں ایک ایک پوری سورت اوساط میں سے پڑھے اوساط بروج سے لے کر لم یکن تک ہیں اور مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں ہر ہر

رکعت میں ایک ایک سورت قصار میں سے پڑھے قصار لم یکن سے لیکر
والناس تک ہیں فجر کی پہلی رکعت میں دوسری سے زائد پڑھے
اس قدر کہ دونوں رکعتوں میں جو سورتیں پڑھیں ہیں اون کی کل مقدار
کی دو تہائی پہلی میں اور ایک تہائی دوسری میں ہو اگر آیات برابر
ہوں اوسی حساب سے اور زاید تفاوت آیات میں پایا جائے تو
باعتبار عدد حروف اور کلمات کے لگایا جائے دوسری نمازوں میں
پہلی رکعت دوسرے پر نہ بڑھائے دوسری رکعت پہلی رکعت سے کسی
نماز میں نہ بڑھائے یہاں تک کہ نفل میں بھی کیونکہ اگر تین آیت یا اوس
سے زیادہ دوسری پہلی سے بڑھ گئی تو نماز مکروہ ہوگئی اور فرضوں میں مکروہ
ہے تنزیہا کہ ایک ہی سورت دونوں رکعتوں میں پڑھے یعنی جسے پہلے
پڑھ چکا اوسی کو دوسری میں پھر پڑھے لیکن اگر یہ حالت ہو کہ مثلاً پہلی
رکعت میں سورۂ ناس پڑھ لی تو اس وقت اسی کو لوٹانا مکروہ نہیں
اور دو سورتوں کا آخر دونوں رکعتوں میں پڑھنا صحیح یہ ہے کہ مکروہ
نہیں اور اگر دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کا تھوڑا تھوڑا حصہ کچھ
درمیان میں چھوڑ کر پڑھا تو اگر جو درمیان میں ہے وہ دو آیتیں یا اس
سے زائد ہے تو مکروہ نہیں مگر نہ کرنا اولیٰ ہے اور اگر کم ہے تو مکروہ ہے
یہاں تک کہ نفل میں بھی اور اگر ایک ہی رکعت میں ایک سورۃ

کی دو جگہوں سے درمیان میں کچھ چھوڑ کر پڑھے تو بہر حال مکروہ ہے
اگر بھولے سے ایسا ہو بھی جائے تو بھی پھر اُن چھوٹی ہوئی آیتوں کو
پڑھ لے اور دو سورتوں کے درمیان میں ایک سورت چھوٹی چھوڑ دینا
اگرچہ دو رکعتوں میں ہو مکروہ ہے اور پیچھے سے اوپر کی طرف پڑھنا
سخت مکروہ ہے اگرچہ نوافل میں مثلاً پہلے ناس پڑھے پھر فلق البتہ
اگر پہلی رکعت میں ناس پڑھ کر قرآن شریف ختم کیا تو اب رکوع
کر کے دوسری میں فاتحہ اور سورۂ بقر کا کچھ حصّہ پڑھے کہ یہ سُنّت
ہے اکیلا نماز پڑھنے والا کسی نماز کی پہلی رکعت کو دوسری پر نہ بڑھائے
تراویح میں تین بار اخلاص پڑھنا جب قرآن شریف ختم کرے تو
اچھا ہے البتہ فرض نمازوں میں ایسا نہ کرے فرض نمازوں میں
قرات رک رک کر غنہ مد اظہار اخفا کی ساتھ کرے یہ طوال مفصل وغیرہ
سور پڑھنا جیسے امام کے لئے مستحب ہیں ویسے ہی اکیلے نمازی
کے لئے بھی ہیں اور بے ضرورت شرعی محض آرام نفس کی وجہ
سے اگر امام یا منفرد کوئی بھی اُن کو چھوڑے گا تو نماز مکروہ وخلاف
سنّت ہوگی جب پہلی رکعت میں سورت بھی پڑھ چکے تو اب
امام زور سے اللہ اکبر اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر
کہتا ہوا رکوع میں جائے تکبیر جھکتے وقت شروع کرے اور

جب رکوع میں پشت برابر ہو جب ختم کرے سورۃ کے ختم کے بعد
فوراً رکوع میں جائے دیبنہ کرے ہاں دم راست کرنے کا مضایقہ
نہیں رکوع میں دونوں ہاتھوں کی اونگلیاں خوب کھول کر اُن سے
دونوں گھٹنے مضبوط پکڑے اور اُن پر زور دے بازو اور پنڈلیاں سیدھی
رہیں نظر رکوع میں قدموں پر رہے دونوں پاٹوں کے گٹّے ملے رہیں
پشت کو خوب سیدھا رکھے بالکل مسطح اور سر بھی پشت کی سیدھ میں
رہے نہ نیچے کو گرا ہوا نہ اوپر کو اُٹھا ہوا رکوع میں تین مرتبہ سبحان
ربی العظیم آہستہ کہے یہ ادنیٰ مرتبہ ہے اس کو مقتدیوں کی ناراضی کی وجہ
سے نہ چھوڑے البتہ زائد میں مقتدیوں کا خیال رکھ کر پڑھے کہ زاید پڑھنا
افضل ہے امام و ہر نمازی کو مگر طاق عدد پڑھے یعنی تین پانچ سات نو
وغیرہ محض کسی کے نماز میں شامل ہونے کی نیت سے رکوع ہرگز طویل نہ
کرے ہاں اگر کوئی نمازی آتا ہوا معلوم ہوا اور اس نے اُسے پہچانا نہیں کہ
اُس کی مروت کا احتمال ہو تو دو ایک تسبیح بڑھا دینے کا مضایقہ نہیں
اور اگر حالت ایسی ہو کہ وہ آکر ملا چاہتا ہے اور اگر یہ سر اٹھا لے تو اُس کو شبہہ
ہو جائے گا کہ رکوع میں شریک ہوا یا نہیں تو ضرور اتنا خفیف وقفہ کر لے
کہ وہ باطمینان شامل ہو جائے جب سبحان ربی العظیم پڑھ چکے تو اب امام
سمع اللہ لمن حمدہ زور سے کہتا ہوا سر اٹھا کر خوب سیدھے کھڑا ہو کر ہاتھ

چھوڑ دے اور مقتدی ربنا لک الحمد آہستہ کہیں اور منفرد دونوں کہے پھر امام اللہ اکبر زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہتے ہوئے سجدہ میں جاویں تکبیر سجدہ کیلئے جھکتے وقت شروع اور جب سجدہ میں پہنچ جائے اس وقت ختم ہو سجدہ میں جاتے وقت ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے مگر بضرورت ضعف وغیرہ سجدہ کرتے وقت اوّل گھٹنے زمین پر رکھے بعد کو ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی ہاتھوں کی انگلیاں خوب بند کانوں کی لو کی برابر سیدھ میں ہوں اور بازو زمین سے اونچے رانوں سے الگ سیدھے قبلہ کو رہیں ناک پر اس قدر زور ہو کہ اوس کی ہڈی بھی زمین پر ٹکے نہ یہ کہ صرف ناک کا سرا زمین پر ہو ناک ماتھا دونوں ہموار زمین پر ہوں زمین سے اٹھے ایک بھی نہ ہوں نظر سجدہ میں ناک کے دونوں طرفوں پر رہے دونوں پنڈلیاں رانوں سے علیحدہ رکھے انکو ملائے نہیں ناک دونوں ہتیلی کے درمیان میں رہے تین بار آہستہ سُبحان ربی الاعلیٰ کہے امام اور ہر نمازی اور اگر مقتدیوں پر گرانی نہ ہو تو اس سے زائد بھی افضل ہے مگر طاق ہو تین بار کہنا مقتدیوں کی ناراضگی کی وجہ سے نہ چھوڑے جب سبحان ربی الاعلیٰ کہہ تو اب امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ناک پھر ہاتھ اٹھا کر گھٹنوں کے قریب رانوں پر

رکھے اور اچھی طرح سیدھے بیٹھ جاویں اس میں بہت احتیاط
چاہیئے لوگ رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان
میں نہ پورے سیدھے کھڑے ہوتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں نمازیں خراب
کرتے ہیں ایسی نمازیں سو برس پڑھی ہوں تو سب کا پھیرنا واجب
ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے تو اصلا قبول
نہیں اور ایک حدیث میں ہے اگر تو اسی حال پر مرا تو اندیشہ ہے
کہ دین اسلام پر نہ مرے والعیاذ باللہ تعالیٰ سجدہ میں انگلیاں ہاتھ اور
پاؤں کی روبقبلہ ہوں پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر بچھنا واجب ہے
یہاں تک کہ اگر پاؤں کی دسوں انگلیوں کی نوکیں زمین کو لگی ہیں اور
پیٹ ایک کا بھی زمین پر نہ بچھا تو نماز ہی نہ ہوگی لوگ اس میں بہت
غفلت کرتے ہیں سجدہ کے بعد اللہ اکبر امام باواز اور مقتدی آہستہ کہتا
ہوا اس طرح بیٹھے کہ سیدھا پاؤں کھڑا رہے اور اس کی انگلیاں قبلہ کی
طرف ہوں اور بایاں بچھا کر اوس پر بیٹھے پھر جب اچھی طرح بیٹھ لے اُس
کے بعد امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا
سجدہ مثل پہلے سجدہ کے کریں اور جب اُٹھیں تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھکر
اللہ اکبر کہتے ہوئے پنجوں کے بل کھڑے ہو جاویں نہ بیٹھیں نہ ہاتھ
زمین پر ٹیکیں مگر بضرورت ضعف وغیرہ پھر دوسری رکعت پہلی رکعت

کی طرح پڑھیں البتہ سبحانك اللھم اور اعوذ باللہ اور ہاتھ کانوں تک
لیجانا یہ تین باتیں صرف پہلی رکعت میں ہیں جب دوسری رکعت کا
دوسرا سجدہ ہوچکے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اوٹھائیں اور جس طرح
دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھے تھے اسی وضع پر بیٹھکر امام اور مقتدی
دونوں آہستہ التحیات للہ الخ پڑھیں اس طرح نیت رکھیں کہ ہم اللہ
کی سچی بزرگی بیان کرتے ہیں پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
پر سلام عرض کرتے ہیں پھر اللہ کے نیک بندوں اور ملئکہ کو سلام
کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں بیٹھنے کے وقت نظر
گود میں رہے جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچیں تو سیدھے ہاتھ
کے بیچ کی اونگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں باقی دو اونگلیاں بند کرلیں
اور کلمے کی اونگلی لا کہتے وقت اوٹھاویں اور الا اللہ کہتے وقت
گرائیں پھر سب اونگلیاں فوراً سیدھی کرلیں اور بیٹھنے میں بھی انگلیاں
ہاتھوں کی نہ بہت بند کریں نہ کھلی رکھیں بلکہ جیسی ہیں اوسی طرح
رہنے دیں اب اگر دو رکعت والی نماز ہے تو درود اور دُعا
پڑھکر سلام پھیر دے اور اگر چار یا تین رکعت والی نماز ہے تو
پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو اور دو رکعت یا ایک رکعت اور پڑھے اور

ان باقی رکعتوں میں فرض نمازوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے
سورت نہ پڑھے باقی مثل دوسری رکعت کے پڑھے جب سب
رکعت پڑھ لے تو پھر آخر میں جو بیٹھے اوس میں بعد التحیات مثل طریقہ
سابق پڑھنے کے اللھم صلی علی سیدنا محمد الخ بہ الفاظ معلومہ اور
اللھم بارک الخ بالفاظ معلومہ پڑھے اور کوئی دعا جو ماثور ہو پڑھے
مثلاً اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب
النار اور یہ جو اللھم اغفرلی الخ پڑھتے ہیں اس میں بھی کچھ حرج نہیں
پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہتے ہوئے پہلے سیدھی طرف منہ پھیریں نظر اس وقت داہنے
شانے پر ہو پھر بائیں طرف اور اس میں نظر بائیں شانے پر ہو سلام
میں امام نیت مقتدیوں اور ملائک کی کرے اور مقتدی امام کے
لئے بھی کریں امام دوسرا سلام پہلے سے بہت آہستہ آواز میں کرے
پھر اگر امام چاہے تو داہنے یا بائیں طرف پھر کر بیٹھ جائے یا اُٹھ کھڑا ہو
یا اگر کوئی اس کے مقابل نماز نہ پڑھتا ہو تو مقتدیوں کی طرف مُنھ
کر کے بیٹھ جائے بہر حال بعد سلام اُسی طرح رو بقبلہ نہ بیٹھا رہے کہ یہ
امام کو ہر نماز میں مکروہ ہے پھر جس نماز کے بعد سُنّت نہ ہو دعا طویل کا
مضائقہ نہیں نہ اتنی طویل کہ مقتدیوں پر شاق ہو اور اگر او نکے بعد

سُنّت ہو تو دعا طویل نہ کرے خفیف دعا مثلاً اتنی اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا لجلال ولاکرام کہہ کر سُنّت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے اللہ اکبر کا الف ہرگز نہ بڑھائے کہ اللہ کو آللہ یا اکبر کو اکبار کرے نہ سبحان ربّی العظیم میں عظیم کو عزیم پڑھے بلکہ اگر عظیم نہ نکلے تو کریم کرلے ان باتوں کا بہت سخت خیال رکھے نماز جمعہ میں قرات مسنونہ بعد الحمد پڑھنے کے سورۂ اعلیٰ اور غاشیہ یا جمعہ اور منافقون ہے باقی اور نماز جیسے طریقہ لکھا گیا ویسے ہی پڑھے یہ سورتیں جو جمعہ میں لکھی گئی ہیں ہمیشہ پڑھنے کی اُن کی بھی عادت نہ ڈالے بلکہ کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لیا کریں تاکہ لوگوں کو ان کے واجب ہونے کا شبہہ نہ ہو جو ظہر میں سورتیں پڑھی جاتی ہیں وہ جمعہ میں بھی سُنّت ہیں یہ طریقہ جو فرایض اور جمعہ کی نماز کا لکھا طریقہ مستحبہ ہے اور عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر تحرمیہ زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں اور امام اور مقتدی آہستہ سے سبحانک اللھم پڑھیں اوس کے بعد دونوں ہاتھ کانوں کی لو سے ملاکر امام زور سے اور مقتدی آہستہ اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر اسی طرح دوسری بار اللہ اکبر کہکر ہاتھ چھوڑ دیں پھر اسی طرح تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور امام اعوذ باللہ بسم اللہ

آہستہ پڑھکر الحمد زور سے پڑھے پھر سورۂ اعلیٰ دوسری رکعت میں
غاشیہ پڑھنا سنت ہے مگر ہمیشہ انھیں کو نہ پڑھا کرے دوسری رکعت میں
قرات کرنے کے بعد اسی طرح تین تکبیریں کہے اور تیسری تکبیر کے بعد
بھی ہاتھ نہ باندھے معاً رکوع کے لئے چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں
چلا جائے رکوع کی تکبیر میں ہاتھ نہ اُٹھائے اور یہ جو چھ تکبیرات
گذری ہیں ان کی ہر ایک کے درمیان میں تین بار سبحان
اللہ کی مقدار چپ رہے اور اگر مجمع کثیر ہو کہ اتنا فاصلہ کفایت نہ
کرے گا اور تکبیریں لوگوں پر مختلط ہو جائیں گی تو حسب حاجت زیادہ
دیر سکوت کرے باقی ترکیب وہ ہی ہے جو پہلے گزری اور رمضان
شریف میں جب وتر باجماعت پڑھے جاویں تو اُن میں بعد فاتحہ
پہلی رکعت میں اعلیٰ یا انا انزلنا اور دوسری میں کافرون اور تیسری
میں اخلاص مسنون ہے مگر اُن کو بھی ہمیشہ نہ پڑھا کرے وتر میں
بھی دوسری رکعت کے بعد التحیات پڑھی جاتی ہے اور تیسری
رکعت میں بعد ختم سورۃ کے مقتدی آہستہ اور امام زور سے
اللہ اکبر ہاتھ کانوں کی لو سے ملا کر کہیں اور ہاتھ باندھ کر امام اور
مقتدی دونوں دعائے قنوت پڑھیں باقی نماز بدستور مذکور پڑھیں
تراویح رمضان المبارک میں ہر رات میں بیس رکعت دس سلاموں سے

پڑھیں اور ہر چار رکعت کے بعد بمقدار چار رکعت کے انتظار کریں
اسی طرح اخیر والی چار رکعتوں اور وتر کے درمیان میں اور اگر
مقتدیوں پر زیادہ ٹھہرنا گراں ہو تو تھوڑا ٹھہریں اور قرآن مجید کل ایکبار
تراویح میں ختم کرنا بھی سنت موکدہ ہے یہ نہ چھوڑے مگر ہر رکعت میں اتنا
پڑھے جتنا لوگوں پر گراں نہ ہو بعد ختم سورۂ ناس کے رکوع کرکے
دوسری میں بعد فاتحہ سورۂ بقر کا کچھ حصہ پڑھے کہ سنت ہے اور
قل ھو اللہ جو تراویح میں تین بار پڑھی جاتی ہے اس میں بھی مضائقہ
نہیں ہے اور بسم اللہ بھی آواز سے ایک بار کہیں پڑھ لے کہ اسکی
اصل علماء کے کلام میں موجود وہابیوں کا قول معتبر نہیں مقتدی
کسی نماز میں الحمد یا سورت زور سے یا آہستہ کسی طرح سے نہیں پڑھے
گا البتہ سبحانک اللھم الخ اور اعوذ باللہ الخ اور آمین اور تکبیرات
تحریمہ اور انتقالیہ اور ربنا لک الحمد اور تسبیحات رکوع وسجدہ
اور التحیات اور درود اور دعا قنوت اور سلام آخری وغیرہ سب
آہستہ پڑھے گا تراویح میں قرآن مجید نہ بہت تیز پڑھے نہ بہت
رک رک کر درمیانی طریقہ رکھے مد وشد وغنہ واظہار واخفا وغیرہا
قواعد تجوید کا لحاظ رکھے حروف سب صاف صاف اپنے مخرج اصلی
پر نکلیں یہ جو لوگ گڑبڑ سڑبڑ پڑھتے چلے جاتے ہیں جس میں حروف

صاف نکلنا ور کنار سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ کوئی حرف نکلا بھی ایک آواز نکلتے معلوم ہوتی ہے یہ لوگ سخت گنہگار ہوتے ہیں اور اگر حروف غلط ادا ہوئے تو نماز ہی گئی بعض مقتدی جب امام پہلی رکعت کا رکوع کرنے کو ہوتا ہے جب شامل ہوتے ہیں ایسا نہ چاہیئے کہ اس سے ایک قرآن مجید کا پورا تراویح میں سن لینا جو سنت ہے جاتا رہتا ہے اکیلا نماز پڑھنے والا سب باتوں میں مثل امام کے ہے البتہ قرات جن نمازوں میں زور سے ہوتی ہے اُن میں امام پر واجب اور اس کے لئے صرف افضل ہے اور جب یہ قرات زور سے کرے تکبیر بھی زور سے ہی کہے گا کسی صورت کو کسی نماز کے لئے معین کر لینا مکروہ ہے۔ یہ جو امام سے پہلے لوگ رکوع سجدہ وغیرہ میں چلے جاتے یا اوٹھ کھڑے ہوتے ہیں امام نے اللہ اکبر کہا اور ابھی رکوع یا سجدہ میں نہیں جا پایا کہ مقتدی چلے گئے یا اوس نے ابھی سر نہ اُٹھایا کہ اُنہوں نے اُٹھا لیا ایسا کرنا حرام ہے جب امام اُٹھے جب اوٹھیں جب امام جائے جب جائیں کھڑے جب ہوں تو زور دونوں پاؤں پر دیں نہ یہ کہ ایک ہی پاؤں پر زور ہو اور دوسرے پر بالکل نہ ہو جیسا کہ بعض لوگ ایک پاؤں ٹیڑھا کر لیتے ہیں ایک سیدھا رکھتے ہیں ایسا نہ کریں۔ ہاں تھوڑی دیر

ایک پانوٗں پر زور زائد ہو پھر دوسرے پر یہ سنّت ہے اور اس سے طول قیام پر مدد ملتی ہے۔

ضمیمہ عورتوں کی نماز پڑھنے کے طریقے کے بیان میں

عورت اور مرد کی نماز کا طریقہ یکساں ہے صرف چند باتوں میں عورت اور مرد کی نماز پڑھنے میں فرق ہے۔ جو یہ ہیں۔ عورت نماز کی نیت باندھتے وقت دونوں ہاتھ اِس قدر اُٹھائے گی کہ اُن کی اُنگلیوں کے سرے مونڈھوں تک پہنچیں پھر دہنی ہتیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھ لے رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ اُنگلیوں کے پورے زانو تک پہنچ جائیں رکوع میں ہاتھ کی اُنگلیاں پھیلائے نہیں بلکہ بند کر کے یعنی ملا کر ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے گھٹنے بھی رکوع میں کسی قدر جھکا لے۔ اور رکوع اور سجدہ دونوں میں گھٹنے ایک دوسرے سے ملا لے سجدہ جھکی ہوئی پست حالت میں کرے بازو کلائیوں سے ملا کر کلائیاں زمین سے ملی رکھے پیٹ رانوں سے ملا ہوا اور رانوں سے پنڈلیاں اور پنڈلیاں زمین سے ملی رہیں تشہد پڑھنے اور دو سجدوں کے درمیان جب بیٹھے تو اس طرح کہ بائیں سُرین پر تو بیٹھے اور بائیں پیر کو دہنی سُرین کے نیچے سے

دہنی طرف نکال لے اور دہنا پیر بھی اسی طرف نکال لے سجدے میں پیروں کی انگلیاں جیسے مرد روبقبلہ کھڑی رکھتے ہیں عورت نہ کھڑی رکھے جن نمازوں میں قرأت زور سے کی جاتی ہے عورت انھیں بھی آہستہ کرے اور اس کو نماز میں آستین سے ہاتھ بھی نہیں نکالنا چاہیئے۔

فصل سوم اُن اماموں کے بیان میں جنکا امام ہونا اولیٰ و بہتر ہے

احق بالامامۃ وہ شخص ہے جو طہارت و نماز کے مسایل زیادہ جانتا ہو اب اگر ایسے کئی شخص موجود ہوں جو اس علم میں مساوی ہوں تو اُن میں وہ شخص زیادہ حقدار امامت کرانے کا ہے جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو تجوید سے واقف ہو قرآن مجید کے الفاظ کے مخارج اور اُس کی اوقاف وغیرہ سے زیادہ واقف ہو اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو اُن میں اولیٰ وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو ان میں اولیٰ وہ ہے جو اسلام میں زیادہ عمر گذار چکا ہے اب اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو جو اُن میں زیادہ حیادار حلم والا زیادہ اچھا خلق والا ہو اب اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو اُن میں

اولیٰ زیادہ تہجد گذار ہے اور مطلب اس قول کا یہ ہے کہ زیادہ
خوبصورت چہرے والا اولیٰ ہے اور چونکہ تہجد گذاری سے خوبصورتی
چہرے کی بڑھتی ہے اسی وجہ سے خوبصورت چہرے والے کو بعض
علماء نے زیادہ تہجد پڑھنے والے سے تفسیر کیا یہاں سے فضیلت
تہجد پڑھنے کی معلوم کرنا چاہیئے۔ اور اگر ایسے بھی کئی ہوں تو زیادہ
شریف النسب اولیٰ ہے اگر ایسے بھی کئی ہوں تو زیادہ خوش آواز
اولیٰ ہے پھر اچھی بیوی والا اولیٰ ہے یہاں سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ
ہر کسی سے اپنی زوجہ کے اوصاف بیان کئے جاویں. بلکہ یہ عزیزوں
وغیرا ایسے شخصوں کے لئے ہے جو بے بتائے واقف ہوتے ہیں اور
یہ اس لئے کہ زوجہ کا حسینہ ہونا مرد کے لئے عفت و پارسائی میں زیادت
کا باعث ہے اوس کی نظر پریشان نہیں ہوتی اب اگر ایسے بھی کئی
لوگ ہوں تو ان میں اولیٰ زیادہ مالدار ہے۔ پھر ایسے بھی کئی
ہوں تو زیادہ صاف کپڑوں والا ہے پھر وہ اولیٰ ہے جو بڑے
سر والا ہے مگر یہ جب کہ اور اعضا بھی سر کے مناسب ہی ہوں
پھر مقیم مسافر سے اولیٰ ہے اور اصلی آزاد اُس سے جو پہلے غلام تھا
اب آزاد ہوا اولیٰ ہے اور حدث سے تیمم کرنے والا جنابت سے
تیمم کرنے والے سے اولیٰ ہے اور بعض کے نزدیک جنابت سے

تیمم والا حدث سے تیمم والے سے اولیٰ ہے اور اگر صفات اولویت کئی
میں برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے گا یا قوم کو اختیار ہوگا جس کو چاہے امام
بنالیں اگر قوم میں بھی اختلاف پڑے تو جس کی طرف زائد اشخاص
ہوں اس کا اعتبار ہوگا غیر اولیٰ کو امام بنالینا اگرچہ اچھا نہیں مگر گناہ
نہیں گھر کا مالک جب اوس کے گھر نماز ہو اور سلطان اور قاضی بھی
وہاں موجود نہ ہوں اور اس میں کوئی سبب کراہت کا بھی نہ ہو تو وہی
اولیٰ بالامامت ہے اگرچہ اور دوسرے لوگ اعلم اور اقرا ہوں اسی
طرح ہمیشہ کا امام جو نماز پڑھاتا ہو وہ بھی اوروں سے اولیٰ ہے اور جس
نے مکان عاریتہ لیا یا کرایہ جب مکان پر امامت ہو مالک مکان سے
وہ ہی امام ہونے کے لئے اولیٰ ہے مالک مکان اس سے اولیٰ نہیں
اگر ایک شخص اقرء ہو زیادہ اچھا قرآن مجید پڑھے اور دوسرا شخص
پرہیزگار زیادہ ہو اور علم میں دونوں برابر ہوں یا ایک پرہیزگار ہو
اور دوسرا اسلام میں زیادہ عمر گذار چکا ہو تو پہلی صورت میں اقرء اولیٰ
اور دوسرے میں اورع اولیٰ ہے اور متوضی اور غاسل متیمم سے اولیٰ
ہے اگر کئی صفات مختلفہ ایک دوسرے میں ہوں تو وہ اولیٰ ہے جس
کی صفات کا مرتبہ ترتیب مذکورہ بالا میں اولیٰ ہے۔

فصل چہارم اُن اماموں کے بیان میں جنکی امامت سے نماز صرف بلا کراہت صحیح ہی

صاحب عذر دائم دوسرے صاحب عذر کا امام ہو سکتا ہے جب کہ دونوں کے عذر ایک ہوں اور مقتدی سے زائد امام میں کوئی اور عذر نہ ہو ہاں مقتدی میں امام سے زائد اور عذر بھی ہو تو حرج نہیں مثلاً وہ شخص جس کو پیشاب کا قطرہ ہر وقت آتا رہتا ہے وہ ایسے ہی دوسرے شخص کا امام ہو سکتا ہے اور اُس کا نہیں ہو سکتا جس کے زخم سے خون یا پھوڑے سے پیپ بہتا رہتا ہے یوہیں جسے ریح خارج ہوتے رہنے کا عارضہ ہے پیشاب یا خون وغیرہ بہنے والے کا امام نہیں ہو سکتا کہ اُن کے عذر مختلف ہیں اور یہ لوگ بدرجہ اولی ریح والے کی امامت نہیں کر سکتے کہ اختلاف عذر کے سوا ان کے ساتھ حدث و نجاست دونوں ہیں اور ریح والے کے ساتھ فقط حدث ہی اسی طرح جس کو پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے وہ اُس شخص کا امام ہو سکتا ہے جس کو پیشاب کا قطرہ ہر وقت آنے اور خون ہر وقت نکلنے دونوں کا مرض ہے اور یہ اُس کی امامت نہیں کر سکتا کہ اُس کے ساتھ ایک عذر اس سے زیادہ ہی

موزوں پر مسح کرنے والا اوس شخص کا امام ہوسکتا ہے جس نے
پائوں دھوئے ہیں۔ اسی طرح پٹی زخم پر باندھے ہے اور اس پر
مسح کرتا ہے زخم کھول کر نہیں دھو سکتا وہ اُس شخص کی امامت
کرسکتا ہے جس کو مرض نہیں۔ یا جو مسح نہیں کرتا۔ فصد کھلی اور خون بند
ہوگیا تو دوسرے لوگوں کی امامت کرسکتا ہے۔ ایک ہی جانور پر دو
شخص سوار ہیں ہر ایک کا دوسرے کو امامت کرنا جائز ہے اگر
مقتدی اور امام کے درمیان میں فقط دیوار یا اور کوئی دیوار کی سی چیز
ہے تو نماز صحیح ہوگی دو شرط سے ایک یہ کہ امام کے رکوع سجدے وغیرہ
کا حال مقتدی اچھی طرح جان سکے خواہ دیکھنے سے مثلاً دیوار میں کوئی
چھوٹی کھڑکی یا جالی ہو یا دیوار ملحق ہو خواہ سننے سے کہ امام کی تکبیرات
انتقال کی آواز بے تکلف آتی ہو جس سے اشتباہ نہ واقع ہو دوسرے
یہ کہ مکان دونوں کا ایک ہو جیسے مثلاً مسجد میں دونوں ہوں اور وہاں
یہ دیوار ہو یا کسی کمرہ یا مکان کے حجرہ میں دونوں ہوں اور وہاں یہ دیوار
ہو اگر مکان ایک نہو مثلاً جنگل میں ہوں اور بیچ میں دو صفوں یا زیادہ
کا فاصلہ چھوٹا ہوا ہے یا بیچ میں راستہ ہے جس میں گاڑی چل سکے یا نہر
ہے جس میں کوئی چھوٹی سی کشتی رواں ہو سکے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی مگر یہ کہ
صفیں آس پاس ملتی چلی آئی ہوں یوہیں اگر امام کا حال مقتدی کو

اچھی طرح نہ معلوم ہو سکے جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوگی اگرچہ دونوں ایک
مکان میں ہوں اشارہ سے نماز پڑھنے والا دوسرے اشارے
سے ہی نماز پڑھنے والے کا امام ہو سکتا ہے وہ بھی جبکہ امام کی حالت
مقتدی سے بدتر نہ ہو تو جو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے وہ اس کا
امام نہیں ہو سکتا. جو بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر اشارہ سے پڑھتا ہے ہاں یہ دونوں
آپس میں ایک دوسرے کے امام ہو سکتے ہیں کہ اشارہ سے پڑھنے والے
کا قیام وقعود یکساں ہے اوسے قصداً بیٹھ کر پڑھنا بھی روا ہے اگرچہ قیام
کر سکتا ہو بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کا امام ہو سکتا
ہے جبکہ اگر مقتدی رکوع وسجود کرتا ہو تو امام بھی رکوع وسجدہ اشارے
سے نہ کرے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا اولی بالامامتہ ہے لنگڑا بھی
صحیح آدمیوں کا امام ہو سکتا ہے مگر اولی بالامامتہ صحیح ہی ہے. فرض
پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کا امام ہو سکتا ہے. مقیم اور مسافر
دونوں ادا نمازمیں ایک دوسرے کے امام ہو سکتے ہیں. مرد کو عورت
کا امام ہونا جائز ہے جب کہ خلوت نہ ہو. یعنی یا مسجد ہو یا کوئی مرد اور بھی
ہو یا جماعت میں امام کے محرم عورت موجود ہو عورت کی اقتدا اوسی
وقت صحیح ہوگی کہ مرد نے اُس کی امامت کی نیت کرلی ہو. البتہ جمعہ
اور عیدین کی نمازوں میں عورتوں کی نماز مرد کے پیچھے صحیح ہوگی خواہ

امام نے نیت کی یا نہیں سمجھ دار لڑکا کہ نماز و امامت جانتا ہو اور لڑکوں کا امام ہو سکتا ہے۔ امی یعنی وہ شخص جو ایک آیت بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو وہ دوسرے ایسے ہی لوگوں کی امامت کر سکتا ہے جب کہ کوئی قاری (یعنی وہ شخص جو کم از کم ایک آیت صحیح پڑھ سکتا ہو) وہاں ایسا نہ موجود ہو جس کی خواہش اسی امی والی نماز کو باجماعت پڑھنے کی ظاہر ہو چکی ہو اگر موجود ہو تو امی کی امامت سے نماز نہ ہو گی امام کے بدن یا کپڑے پر ڈھکی ہوئی تصویریں ہیں یا ایسی انگوٹھی پہنے ہے جس پر چھوٹی سی تصویر بنی ہے کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو۔ یا اس کے پاس سکے ہیں جن پر تصویریں بنی ہیں۔ ایسے امام کی امامت بھی جائز ہے۔ دیہاتی لوگ اور غلام اور ولد الزنا اگر عالم ہوں تو ان کی امامت بھی صحیح بلا کراہت ہے بلکہ اگر اعلم قوم ہوں تو وہی اولیٰ بالامامت ہیں۔ شافعی۔ مالکی حنبلی کا امام ہونا بلا کراہت جائز ہے جبکہ وہ مقتدی کے مذہب کے فرائض نماز اور مفسدات وضو کی رعایت رکھیں مثلاً فصد سے خون نکلے تو وضو کر لیں۔ تیمم کیا ہوا وضو کرنے والے شخص کا امام ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جنابت سے تیمم کرنے والا غسل کرنے والے کا امام ہو سکتا ہے۔ مگر پانی سے طہارت کرنیوالا

اولیٰ ہے۔ کبڑے آدمی کی امامت سے نماز صحیح ہوگی۔ اگرچہ اُس کی کمر اتنی جھکی ہو جتنی رکوع میں جھکائی جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہی ہے کہ اچھا سیدھا آدمی امام ہو۔ جس سے حروف دیر میں نکلیں۔ مگر ہوں صحیح اور کوئی حرف مکرر بھی نہ نکلے ایسے شخص کی امامت بے کراہت جائز ہے اور اُس کا غیر اولیٰ ہے۔ الثغ کی امامت دوسرے الثغ ہی کے لئے جائز ہے جبکہ وہاں کوئی قاری صحیح پڑھنے والا ایسا نہ ہو جس کی خواہش اسی الثغ والی نماز کو باجماعت پڑھنے کی ظاہر ہو چکی ہو۔ اور یہ الثغ اپنی سعی کوشش صحیح لفظ نکالنے میں ہر وقت کرتا رہتا ہو۔ اور کچھ قرآن مجید اگر صحیح پڑھ سکتا ہو یعنی اُن آیات میں وہ حرف نہ ہو جو اُس سے ادا نہیں ہو سکتا تو اُس پر فرض ہے کہ اُسی کو پڑھے۔ اور اُس وقت وہ الثغ کے حکم میں نہ ہوگا۔ یہی حکم اُس شخص کا ہے۔ جو کسی حرف کو مکرر کہتا ہو۔ الثغ یہ ہے کہ بعض حروف مثلاً راء مہملہ کو غین کہے۔ یا سین کو ثاء یا زاء کو ذال پڑھے یعنی بعض حروف کے صحیح اپنے اصلی مخرج پر نکالنے کی قدرت نہ رکھے۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ ایک الثغ دوسرے کا امام اسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ اُن کی غلطی متحد ہو یعنی جن حروف پر امام قادر نہیں اون پر مقتدی بھی قادر نہیں ورنہ ظاہراً امامت صحیح ہونی چاہیئے مثلاً جو صاد کو سین پڑھے وہ اُس کی امامت نہیں کر سکتا جو ذال کو زے

پڑھے وبالعکس اور محشیان ورمختار علامہ حلبی وشامی کے خیال میں ظاہر یہ ہے کہ ایک حرف میں بھی ان کی غلطی ایک ہی ہونی چاہیئے مثلاً وہ الثغ کہ راء مہملہ کو غین منقوط پڑھتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے الثغ کا امام ہوسکتا ہے نہ اُس کا جو راء مہملہ کو لام پڑھتا ہے۔ اور جو راء مہملہ کو لام پڑھتا ہے۔ وہ راء مہملہ کو عین مہملہ پڑھنے والے کا امام نہیں ہوسکتا اور اُس میں بہت تامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وبیانہ فی جد الممتار تعلیقات رد المحتار للعلامۃ البریلوی۔ حرف نکلے صحیح مگر صاف طور سے نہ نکلے تو اُس کا امام ہونا ہر کسی کے لئے صحیح ہے اور اُس کا غیر اولیٰ ہے

فصل پنجم اُن اماموں کے بیان میں جنکی امامت سے نماز مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہوتی ہے

ہر فاسق معلن (یعنی جو کھلم کھلا گناہ کبیرہ کرتا ہو جیسے نماز نہ پڑھے یا سود کھائے یا داڑھی منڈائے۔ یا اور کوئی گناہ کبیرہ کرے یا صغیرہ کو بار بار کرے اوس کی عادت کرے) کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اُس کا لوٹانا واجب ہے یہی حکم ہے ہر اُس نماز کا جو مع کراہت تحریمیہ پڑھی جائے اور اس فاسق کے پیچھے جو چھپے چرے گناہ کرتا ہو نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح وہ بد عقیدہ جس کے عقائد کفر وشرک کو نہ پہونچے ہوں نہ

وہ کسی ایسی بات کا منکر ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہو چکی ہے کہ یہ ان کار فقہائے کے نزدیک کفر منکر کافر ہے۔ اور نہ کسی ضروریات دین کا منکر ہو کر یہ انکار متکلمین کے نزدیک بھی کفر منکر کافر ہے جب اُس بدمذہب ہیں یہ دونوں باتیں نہ ہوں جیسے تفضیلیہ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ جن صورتوں میں کراہت تنزیہی کا حکم ہے وہ جب ہے کہ کوئی اچھا امام جو ان کراہت والوں سے بہتر ہو موجود ہو یا کوئی اُن میں اُس وجہ کراہت کو فی الفور ترک کر سکتا ہو جیسے فاسق کہ ابھی توبہ کر سکتا ہے ورنہ جب سب ایک ہی طرح کے ہیں اور ازالہ وجہ فی الحال پر قادر نہیں مثلاً سب جاہل یا گنوار ہیں تو پھر کچھ کراہت نہیں البتہ جہاں کراہت تحریم ہو جائے گی تو پھر نماز کا لوٹانا نیک و بد سب پر ضرور ہو گا۔ جب بدمذہب یا فاسق معلن کے علاوہ کوئی امام صالح نہ ملے تو نماز کیلئے اکیلے پڑھ لیں ہاں اگر سب بدمذہب یا فاسق معلن ہی ہوں تو وہ جماعت کر سکتے ہیں مگر بے توبہ وبال سے نہ چھوٹیں گے۔ جب جمعہ میں کوئی دوسرا امام نیک سوا فاسق معلن یا مبتدع غیر کافر کے نہ ملے تو جمعہ پڑھکر ظہر لوٹا لیں اسی طرح اگر فساق اور مبتدعین کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور لوٹا لیں فان الفتنۃ اکبر من القتل۔ اسی طرح وہابیہ

جو خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہی جانیں۔ وقوع نہ مانیں ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہیئے۔ اس زمانہ کے بہت سے مولوی صورت یہی عقیدہ رکھتے ہیں ان سے بچیں۔ اسی طرح غلام۔ اور ولدالزنا اور دیہاتی لوگ اگر یہ سب عالم نہ ہوں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی اندھے کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے لیکن اندھے کے پیچھے بعض صرف غیر اولیٰ بتاتے ہیں۔ مرد کو عورتوں کی امامت کرنا جب کہ خلوت ہو اور وہاں نہ کوئی اور مرد ہو نہ امام کی محرم کوئی عورت ہو تو مکروہ تحریمی ہے کہ بیگانہ عورت سے خلوت حرام ہے ایک ہوں یا کئی۔ مفضلہ جو مولیٰ کرم اللہ وجہہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل جانتے ہیں۔ اُن کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے یونہیں مفسقہ جو امیر معویہ یا عمرو بن عاص یا ابوسفیان یا ہندیا مغیرہ بن شعبہ یا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہم یا ان کے مانند کسی صحابی کی تفسیق کرتے ہیں وہ بھی مبتدع ہیں اور اُن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی غیر مقلدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جو بار بار کھکارے یا جگہ بے جگہ پڑھتے پڑھتے رُک جائے اُس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر رکنا تین بار سبحٰن اللہ کہنے کے قدر ہو

تو تحریمی اور اس سے کم ہو تو تنزیہی۔ جس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے
سے لوگ بوجہ کسی شرعی وجہ کے ناراض ہوں مثلاً وہ امام احق
بالامامتہ نہ ہو یا اُس میں کوئی کراہت کی وجہ پائی جاتی ہو۔ تو ایسے
شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر امام بنا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں اگر
محض حسد کی وجہ سے اس سے ناراض ہوں تو اُس کے پیچھے
نماز مکروہ نہیں ہوگی نہ یہ گنہگار ہوگا بلکہ وہ لوگ خود گنہگار ہوں گے
ننگے آدمیوں کو جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پڑھیں
بھی جب بھی امام آگے نہ کھڑا ہو بیچ میں رہے۔ اور اگر اکیلے اکیلے
پڑھیں جب بھی بہتر یہ ہے کہ بیٹھکر پڑھیں اسی طرح عورتوں کا جماعت
سے عورت کو امام بناکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کریں تو امام
عورت بیچ میں رہے۔ عورتوں کو جمعہ یا عیدین یا کسی نماز کے لئے
جماعت میں شریک ہونے کے لئے مساجد وغیرہ میں آنا مکروہ تحریمی
ہے۔ امام کا قرات مسنونہ سے زائد پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ
مقتدیوں پر گراں گزرنے کا احتمال ہو اور گراں گزرے تو مکروہ تحریمی
قرات جو فرض ہے اور جس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں اُس کے مقدار
ایک آیت ہے۔ اور جو واجب ہے جس کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہی
وہ سورۂ فاتحہ اور کوئی سی سورت یا تین آیتیں چھوٹی۔ یا ایک آیت یا

دو آیت بڑی کہ تین آیتوں کی برابر ہوں ہے اور قرات مسنونہ وہ ہی طوال مفصل وغیرہا ہیں جو فصل دوم میں بالتفصیل مذکور ہیں اس قراءت کے نہ پڑھنے سے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ جو امام داڑھی منڈا ہو یا تھوڑی چھوڑ کر ایک مٹھی بھر لمبائی سے کم داڑھی رکھتا باقی کٹاتا ہو اُس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو بیوقوف مفلوج یعنی جس کے فالج گرا ہو۔ کوڑھی۔ برص والا۔ ایک ہاتھ والا وہ شخص جس کا آلہ تناسل کٹا ہو ان سب کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ سود خوار۔ شرابی۔ رنڈی باز۔ لُترا۔ فریبی سب فساق ہیں ان کا وہی حکم ہے جو فاسق کا۔ خوبصورت نوجوان لڑکا جس کے داڑھی نہ نکلی ہو مونچھیں نکلتی آتی ہوں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر وہ لڑکا کہ جس کے داڑھی نکلنے کا زمانہ گزر گیا اور ابھی پوری داڑھی نہیں نکلی کچھ بال نکل آئے تو اُس کے پیچھے نماز بے کراہت جائز ہے مگر ایسا حسین ہو کہ اس حال پر بھی محل فتنہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے۔ جن صورتوں میں کراہت تنزیہی ہے۔ وہاں اگر کوئی اور امام نہ ملے۔ تو نماز جماعت سے اُسی امام کے پیچھے پڑھیں یہ ہی اولیٰ ہے جو شخص مکروہات نماز میں کسی بات کے ساتھ نماز پڑھائے اُس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہو گی جیسے نماز میں رومال

یا چادر یا رضائی وغیرہ کے دونوں آنچل لٹکا دینا یا کسی کپڑے کا
سر پر ڈالنا اور گردن پر لپیٹے بغیر شانوں پر لٹکا دینا یا قبا کرتے
اچکن وغیرہ میں آستین میں ہاتھ نہ ڈالنا۔ یا سجدہ وغیرہ کرتے وقت کپڑوں
کو ہاتھوں سے اُٹھانا کہ مٹی نہ لگے۔ یا اپنے کپڑے۔ یا بدن کو بلا حاجت
چھونا۔ چھیڑنا اُن سے کھیل کرنا کہ یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔ یا نماز میلے
کچیلے یا ذلیل کپڑوں سے پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر اس کی
پاس اور کپڑے اچھے ہوں۔ یا نماز میں روپیہ پیسہ کوئی ایسی چیز
منھ میں رکھ لینا کہ اُس کی وجہ سے مسنون قرات نہ کر سکے کہ یہ بھی
مکروہ تنزیہی بلکہ بد ہے اور اگر قدر واجب سے منع کرے تو مکروہ
تحریمی اور اگر سرے سے کچھ ہی نہ پڑھ سکے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ یا کاہلی
اور سستی سے کھلے سر نماز پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں تواضع
وتذلل کی نیت سے ہو تو اچھا ہے۔ اور معاذ اللہ نماز کو ہلکا اور
کمقدر سمجھ کر ہو تو کفر ہے اور کسی عذر سے ہو تو مباح ہے یا پیشاب
پاخانہ یا ریح کی ضرورت میں نماز پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے جب کہ
روکنے کی حاجت پڑے اور ایسا نہیں صرف ایک خفیف حاجت ہے
تو مکروہ تنزیہی اور جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں اطمینان نہ ہو سکے
تو اگر وقت نہ جاتا ہو نماز توڑ دینا واجب ہے بعد فراغت کے پڑھے یا

کنکریاں الٹنا پلٹنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر سجدہ بطور مسنون نہ کر سکے تو ایک بار ہٹا وے۔ مگر نہ ہٹانا پھر بھی اولی ہے۔ اگر سجدہ بطور واجب نہو سکتا ہو تو آپ ہی ہٹانا ضرور ہے۔ اگرچہ ایک بار سے زائد کی حاجت ہو یا انگلیاں چٹخانا۔ یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا کہ یہ بھی نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ یا نماز میں منہ دا ہنے بائیں پھیرنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے یا بے ضرورت صرف آنکھ پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر آسمان کیطرف نگاہ اُٹھانا مکروہ تحریمی ہے کہ اوس پر وعید شدید وارد ہے۔ یا قصداً نماز میں جماہی لینا کہ یہ بھی عبث ہے اور ہر عبث مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خود بخود جماہی آئے تو حتی الامکان ہونٹ بند کر کے روکے اور نہ رکے تو قیام میں دہنا ہاتھ اور اوس کے غیر میں بایاں ہاتھ اوسی طرف سے رکھ لے اور آواز ہرگز نہ نکلے جماہی کے ان آداب کا بیرون نماز بھی لحاظ رکھے یا آنکھیں بند کرنا کہ یہ بھی بلا حاجت مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر بے اُس کی خشوع پورا نہ ہو تو مضایقہ نہیں بلکہ اولیٰ ہے۔ یا امام کا محراب میں یا در میں کھڑا ہونا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر مسجد تنگ ہو اور آدمی زیادہ ہوں۔ یا امام کے ہمراہ اور کچھ مقتدی بھی اُسی محراب میں ہوں تو مکروہ نہیں۔ اور در میں مقتدیوں کا کھڑا ہونا تو مکروہ تحریمی ہے جبکہ بے ضرورت ہو جیسا کہ گزرا یا ایسا کپڑا اسارے بدن سے لپیٹنا جس میں ہاتھ نکلنے کی بھی جگہ نہ ہو کہ

یہ بھی مکروہ ہے۔ اور علامہ شامی نے فرمایا کہ ظاہراً مکروہ تحریمی ہے۔ یا عمامہ وغیرہ اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہ جائے کہ ایسے عمامہ سے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ یا منہ یا ناک ڈھک لے اور نماز پڑھے کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور ہر وہ کام جس کے کرنے کی وجہ سے دور سے دیکھنے والا جسے پہلے سے اس کا نماز میں ہونا معلوم نہیں اس کی نسبت شک و تردد کرے کہ یہ نماز میں ہے یا فارغ از نماز ہے ہر ایسا کام نماز میں کرنا مکروہ ہے (یہ تعریف عمل قلیل کی ہے) یا کسی سنت موکدہ یا غیر موکدہ کو چھوڑ دینا کہ پہلی کا چھوڑ دینا قریب بہ مکروہ تحریمی اور دوسری کا مکروہ تنزیہی ہے۔ یا مثلاً جلد جلد نماز پڑھنا کہ جس میں ارکان اچھی طرح ادا نہ ہو پائیں رکوع سے پوری طرح کھڑے نہ ہو پائے تھے کہ سجدہ میں چلے گئے۔ یا ایک سجدہ کر کے اچھی طرح سیدھے بیٹھے نہ تھے کہ دوسرا سجدہ کر لیا کہ یہ سب مکروہ تحریمی ہے اور نماز کا لوٹانا واجب اور ایک بار ایسا کرنے والا گناہ گار مستحق عذاب اور اس کی عادت والا صریح فاسق سخت عذاب شدید کا سزاوار۔ عوام اس مسئلہ سے بہت بے خبر ہیں اس کا بہت لحاظ رکھنا ضرور ہے۔ نماز کوئی کھیل نہیں کہ جو مرغوں کی طرح ٹھونگیں مار کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یا سجدہ کرتے وقت بے ضرورت گھٹنے ٹیکنے سے پہلے ہاتھ رکھنا۔ اور اٹھتے وقت گھٹنے اٹھانے سے بعد ہاتھ اٹھانا

کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ یا نصف کلائی سے اوپر آستین چڑھی نماز پڑھنا
کہ مکروہ تحریمی ہے اگرچہ ایک ہی آستین چڑھی ہو بلکہ اگر رکعت جاتی ہو
جب بھی آستین اوتار کر شامل ہو اسی طرح عبا انگرکھے وغیرہ کا دامن باندھ
لینا مکروہ تحریمی ہے۔ کرتہ پاجامہ وغیرہ کوئی چیز جو ٹخنا چھپائے ہو اس سے نماز
پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے یا چھلا یا سونے کی انگوٹھی یا سونے چاندی کا زیور یا سونے
چاندی کا گھڑی کا چین یا ریشمی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بھی مرد کو
مکروہ تحریمی ہے۔ یا آیت سجدہ چھوڑ دینا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ نماز میں
آیت سجدہ پڑھکر فوراً سجدہ یا رکوع کرنا لازم ہے دو تین آیت سے زیادہ
کی دیر کرے گا تو گنہگار ہوگا پھر فوراً بجالانے ہیں اگر نماز کا رکوع کیا اور
اس سے سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لے تو سجدہ ادا ہو گیا اور اگر اس
میں نیت نہ کی تو نماز کا جو سجدہ کرے گا اس سے ادا ہو جائے گا
اگرچہ اوس میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے۔ نماز فرض میں
یہی مناسب ہے کہ آیت سجدہ پڑھکر فوراً نماز کے رکوع میں چلا
جائے اور اس میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے اس کے بعد نماز
کا سجدہ کرتے ہی اس سے اور مقتدیوں سب سے سجدہ تلاوت ادا
ہو جائے گا۔ اور اگر نماز کے رکوع میں امام نے سجدہ تلاوت کی نیت
کر لی تو جو مقتدی بھی یہ نیت کر لیں گے اُن کا سجدہ تلاوت ادا

ہو جائے گا اور جو نہ کریں گے اُن پر سے رہ جائے گا۔ اور اگر
رکوع و سجدہ نماز کے علاوہ جداگانہ رکوع یا سجدہ اس کے لئے
کریگا تو جماعت میں بہت ناواقفوں کو دھوکا ہوگا اس لئے پہلی ہی
صورت سب سے اولیٰ ہے یہ سب اس صورت میں ہے کہ تلاوت
آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ کی دیر نہ کی ہو اور اگر چار
آیت کی دیر کی تو اب سجدہ تلاوت نہ رکوع نماز سے ادا ہو سکے
گا نہ سجدہ نماز سے بلکہ اس کے لئے مستقل سجدہ نماز میں کرنا لازم
ہوگا یہ امامت فرض کا ذکر تھا اور امامت تراویح میں تو مستقل
سجدہ ہی کرنے کا رواج ہے اور یہی بہتر ہے یہ چند مکروہات
لکھے گئے ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے مکروہات ہیں۔ مناسب
ہے کہ نماز کا طریقہ جو اس رسالہ کی دوسری فصل میں لکھا گیا ہے
اس کے مطابق نماز پڑھے انشاء اللہ اگر امام سنی صحیح العقیدہ ہے
تو نماز میں لعونہ تعالیٰ مکروہات سے بچیں گی۔ نماز میں کوئی کام
نماز کے کاموں کے علاوہ کرے ہی نہیں جس ادب و تعظیم سے
بادشاہوں کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اس سے زائد اللہ عزوجل
کی درگاہ میں ضروری ہے تمام اعضاء قلب و جوارح ہاتھ پیر
اللہ ہی کی عبادت میں مصروف رکھے ٥

نہ ہمیں رفتن و برخاستنت ہست نماز   دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ ہر ہر مکلف پر جاننا فرض ہیں۔ مساجد کے اماموں کے لئے بہت ضروری ہے کہ طہارت و نماز کے روزمرہ کے مسائل سیکھ لیں۔ افسوس کہ آجکل مسلمانوں کی غفلت کیوجہ سے بے پڑھے امام سب کی نمازیں خراب کرتے ہیں نہ معلوم قیامت میں کیا جواب دیں گے۔

فصل ششم اون اماموں کے بیان میں جن کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں فاسد ہو جاتی ہے

ہر بدعت کفریہ والے یعنی ہر اُس شخص کے پیچھے جس کے عقائد حد کفر کو پہنچے خواہ فقہائے کے نزدیک کہ وہ ہر قطعیات کے منکر کو کافر کہتے ہیں یا متکلمین اور فقہاء دونوں کے نزدیک کہ اس صورت میں کافر وہ ہے جو ضروریات دین کا منکر ہو۔ ان دونوں قسم کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی سرے سے اقتدا ہی نہیں صحیح ہوتی کہ آخر نفس جواز امامت کی پہلی شرط اسلام اور جواز اقتداء کے شروط میں سے ایک شرط امام کی نماز خود صحیح ہونا ہے۔ اور یہاں جب بوجہ کفریہ شرطیں ہی نہیں پائی جاتیں تو نماز کیوں کر صحیح ہو گی۔ اور نماز

حکم فقہی ہے تو جو حکم فقہ کا نہ رہے اس کے پیچھے نماز باطل ہے اگرچہ متکلمین ان کی تکفیر میں احتیاط کریں معہذا جو احتیاط تکفیر سے مانع ہے یہاں صحت نماز سے مانع ہے کما لا یخفی انھیں میں سے فرقہ وہابیہ جو ہمارے زمانہ میں موجود ہے اور جس کی چند قسمیں ہیں بعض خدا سے وقوع کذب مانکر اسلام کو دور سے سلام کہتے ہیں بعض حضرت محبوب رب العالمین ہمارے دین و دنیا کے آقا حضرت سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے خالق جل و علا کے دئے سے بھی علم غیب ملنے کا انکار کرتے ہیں۔ بعض اس پر اور ترقی کر کے یہ ہذیان سرائی کرتے ہیں۔ کہ ابلیس اور ملک الموت کو تو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت علم کے لئے کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ بعض خبثاء اس پر بھی بڑھے اور کفر کے اعلیٰ درجہ ہی پر پہنچنا اپنے لئے عالی ہمتی سمجھ کر یوں تجنونوں کی سی بڑ ماری کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب (بایں طور کہ کوئی فرد اس کا خارج نہ رہے) اگر بعض

علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب
تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی
حاصل ہے (نعوذ باللہ من ھذہ المقال) اور اگر تمام علوم غیب
مراد ہیں اس طرح کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان
دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ یا کہتا ہے (کہ اگر زید بکر کسی پاگل
چوپائے کو عالم الغیب کہنے کا التزام نہ کرے) تو نبی غیر نبی میں
وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے بعض حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا جائز مانتے ہیں۔ اور اسے ختم نبوت میں
مخل نہیں جانتے اور خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء سمجھنا عوام کی
شان بتاتے ہیں نعوذ باللہ من ھفوات الکفار مسلمانو للہ انصاف
و راخدا و رسول کی عظمت کو خیال کر کے سچ کہنا کہ تمھیں ان کلمات
کی شان الوہیت و رسالت میں اعلیٰ درجہ کی توہین ہوتے اور ان
کلمات کے قائلین کے کافر مرتد ہونے میں ذرا بھی شک ہے۔ کیا تم
ان کلمات کے گالیاں ہونے یا ان کے کفری کلمات ہونے میں
کچھ بھی شک کر سکتے ہو حاشا للہ مسلمان تو اللہ اور رسول سے
ایسے بے علاقہ نہیں ہوئے کہ اون کے گالیاں دینے والوں کو
مسلمان ہی جانیں۔ واللہ باللہ ان کلمات مذکورہ کے کفری

کلمات ہونے میں کوئی مسلمان کسی قسم کا شک نہیں کر سکتا یہ
کلمات یقیناً کفر اور ان کے قائلین سب کے سب اسلام کے
دائرہ سے باہر ہیں۔ نہ صرف قائلین بلکہ وہ لوگ بھی جو ان کلمات
کو کفر نہ جانیں ان کے کفر ہونے میں شک کریں یا ان کے قائلین کے
کافر ہونے میں ذرا بھی شک کریں خود اجماعاً قطعاً کافر ہیں۔ یہ قائلین
اور ان کے اذناب اگرچہ کفر کے نام سے بہت کچھ بچیں۔ ان سے
کفر نہیں اٹھ سکتا جبتک کہ توبہ نہ کریں۔ کہ جس سے ایسی صریح
گالی سرزد ہو وہ ضروریات دین کا قطعی مخالف ہے اور مخالف
ضروریات دین کی تاویل وغیرہ ہرگز ہرگز قبول نہیں۔ اگر کسی
مصلحت کا دعویٰ کرے وہ بھی باطل ہے ورنہ شریعت سے امان
اٹھ جائے کافر بھی بہانہ لائیں ہر شخص خواہ کتنی ہی بڑی دینی
ضروری بات کا انکار کرے کوئی نہ کوئی تاویل یا کوئی نہ کوئی نفسانی
مصلحت پیش کر کے کفر سے بچ جائے۔ ان قائلین کے اور ان
کے اتباع کے احکام مثل اور مرتدین کے ہیں۔ ان کا فتنہ ہمارے
زمانہ میں بہت پھیل چلا ہے۔ عوام اہل اسلام ان کی جبّہ و دستار
قال اللہ تعالیٰ و قال الرسول کسے دھوکا کھاتے اور ان کا
اتباع کر کے اپنا ایمان کھوتے ہیں۔ کفار۔ ہنود۔ نصاریٰ

یہود سے اس قدر خوف دلانا ضروری نہیں جتنا ان سے ہے کفار ہنود وغیرہ کی تو کوئی حالت مسلمانوں سے چھپی نہیں جانتے ہیں کہ یہ کافر ہیں اسلام کے دشمن ہیں۔ برخلاف ان گندم نما جو فروشوں بلکہ مشک نما پشک فروشوں کے کہ منبروں پر چڑھ کر چوکیوں پر بیٹھ کر عوام الناس کے دھوکہ دینے کو اپنی تقریروں میں مسائل فقہیہ اور احادیث نبویہ بھی بیان کرتے ہیں اپنے خبیث عقیدوں کو چھپاتے اور چپکے چپکے ان سادہ لوحوں کے دلوں میں ان کفریات کو راسخ کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ جل و علا کی توہین کرتے ہیں۔ اس پر جب غلامان بارگاہ الوہیت و رسالت ان پر احکام کفر و گمراہی لگاتے مسلمانوں کو ان سے بچاتے ہیں تو ان پر سیکڑوں اتہام باندھتے جھوٹے جوڑتے ہیں۔ اصل بحث اُن کلماتِ کفریہ کے ہے خبثا کاٹ کر بعض فروعی مسائل (جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم خمس عطا ہونا یا آپ کو ما کان و ما یکون کا علم دیا جانا) لے دوڑتے ہیں مسلمانوں کو ضروری ہے کہ اسی کو امام مقرر کریں جو ان کے اتباع و مریدین سے نہ ہو تا کہ نمازیں صحیح رہیں ان عیاروں سے بہت بچیں ان کے جبہ و دستار کے پھندوں میں نہ آئیں ان سے ہرگز محبت نہ رکھیں اگرچہ باپ، بھائی

استاد پیر مرید شاگرد دوست وغیرہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں فوراً ان سے علاقہ محبت قطع کر دیں کہ آخر اللہ و رسول کی محبت اچھی یا ان خبثا کی صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینا ہرگز ہرگز کام نہ آئے گا جب تک کہ سب ضروریات دین پر ایمان نہ ہو۔ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں اچھی طرح سے نہ جمی ہو ضروریات دین سے ایک کا بھی انکار کفر منکر مرتد کافر ہے اگرچہ اپنی کل عمر طاعت وعبادت میں صرف کر دے مثلاً وہ شخص کہ حدوث عالم کا منکر ہو یا خدائے تعالیٰ کو جزئیات عالم کا علم نہ مانے یا قیامت میں اجسام کے محشور ہونے کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے اگرچہ اپنے گمان میں مسلمان بنتا ہو ہمارے قبلہ کو نماز پڑھتا ہو ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو۔ کہ جب ضروریات دین کا انکار ہو تو ان باتوں سے کفر نہیں جا سکتا۔ اس کی امامت ہرگز صحیح نہ ہوگی۔ نماز اس کے پیچھے بالکل باطل ہوگی ایسے ہی آزاد مشرب نیچری لوگ کہ لاکھ لاکھ اسلام اسلام کا راگ گائیں مگر جب تک کہ ضروریات دین مثل جنت و نار و جن و شیطان و ملائکہ و آسمان و معجزات و حشر اجساد وغیرہا ضروریات دین کو ان معنی پر کہ اہل اسلام

کے اعتقاد میں ہیں نہ مانیں اپنی جھوٹی تاویلوں کے پردے میں
اُن کے انکار سے باز نہ آئیں۔ کافروں کو کافر نہ جانیں یقیناً
اجماعاً کافر ہیں جو اُن کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انھیں کافر
نہ جانے یا کفر میں کچھ شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اُن کے
پیچھے بھی نماز صحیح نہ ہوگی ایسے ہی صلح کل کا فرقہ کہ ان کا اور نیچریوں
کا دونوں کا یہ قاعدہ ہے کہ خواہ خود ضروریات دین کا انکار کریں
یا اور کوئی کرے۔ مگر یہ لوگ نہ خود اسلام سے خارج ہوں نہ
ان کے نزدیک وہ غیر۔ اسلام سے خارج ہوا البتہ نیچری آزاد
خیال نماز و روزہ وغیرہ اعمال اسلام کی بھی پابندی نہیں کرتے
اور یہ صلح کل فرقہ چونکہ اکثر مولویوں کا بھیس لئے ہوتا ہے اس لئے نماز
روزہ تقوی طہارت بہت کچھ کرتا ہے زبان پر قال اللہ وقال
الرسول جاری اسلامی صورت بنائے ڈاڑھی بڑھائے جبہ عمامہ
سے درست بیچارے عوام الناس کو بہکاتا اور اپنے عقائد کفریہ سکھاتا
پھرتا ہے ان دونوں کے نزدیک نہ معلوم اسلام کس چیز کا نام ہے
کہ جو اللہ و رسول کو گالیاں دینے سے بھی نہیں جاتا ضروریات دین
کے انکار کے باوجود بھی باقی رہتا ہے۔ نیچری تو نئی تہذیب سے مہذب
ہیں۔ ان سے تو اگر کوئی دینی بات کہی جائے تو تاریک خیال کا

لقب ملتا ہے وہ تو گویا اپنے لئے خود ہی خدا خود ہی پیغمبر خود ہی مجدد آپ ہی مجتہد ہیں جس قسم کی تبدیل جس وقت بات میں چاہتے ہیں کر لیتے ہیں مگر ان صلح کل حضرات سے جب کہا جاتا ہے کہ جس کو آپ مسلمان کہتے ہیں اس نے یہ کلمہ کفر کا کہا ہے تو کہتے ہیں کہ اجی ہم سے اوس سے کیا کام وہ جو بھی جی چاہے کہے ہم کیوں اسے کافر سمجھیں وہ اپنی قبر میں جائے گا ہم اپنی قبر میں اللہ فرما ہی چکا ہے لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم مگر افسوس یہ ہے کہ یہ بیچارے اس آیت اور اس کی تفسیر میں جو احادیث وارد ہیں اُن کے معنی ہی نہیں سمجھے موقع بے موقع پڑھ دینے کے ہی مرد ہیں اس کی خبر نہیں کہ لایضرکم کب ہے جب اھتدیتم ہو اور تم جو کفار کے کفر پر مطلع ہو کر بھی ان کو کافر نہ جانو یا اُنکے کفر میں شک کرو اس سے اھتدیتم تو تم کو چھوڑ کر کب کا رخصت ہو گیا کہ کتب مذہب میں صاف موجود ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو شخص کسی کافر یا منکر ضروریات دین کے کفر میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے۔ البتہ جب فتنہ ظاہر ہو جائیں۔ جیسے آجکل کا زمانہ اور کسی جگہ حق کے بتانے میں اسے جان کا اندیشہ ہو اس وقت اگر اپنے دل سے کفر کو کفر

کافر کو کافر سمجھے اور بوجہ اُس صحیح خوف کے وہاں زبان سے خاموش رہے تو البتہ کا بضرکم من ضل اذا ھتدیتم کا مصداق ہو سکتا ہے سو یہ تو ہم بھی نہیں کہتے کہ تم بے ضرورت فلاں کا فر فلاں مرتد پکارتے پھرو اس کی تسبیح بھا نو ہاں کافر کو کافر سمجھنا تو ایسا ضروری ہے کہ اگر نہ سمجھو تو خود کافر ہو۔ یوہیں جب دریافت کیا جائے جواب دینا اور حق بتانا فرض ہے۔ یوہیں علماء پر عوام کا بچانا انھیں دھوکا باز فریبیوں سے جدا کرنا انھیں مسلمان بنے والے کافروں کا بتانا اہم فرض ہے۔ ایسے لوگوں کا اپنے کفر چھپانے کے لیے مولوی مدرس واعظ مشایخ قادری چشتی نقشبندی بننا اسلام اسلام کا زبانی دم بھرنا مسلمانوں کو جانی اور مالی مدد دینا اسلام کی جانب سے غیروں سے مناظرے کرنا آریہ روافض وغیرہم کا رد کرنا ان کے کفر کو ہرگز نہیں کھو سکتا نہ ان کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے نہ ان کو مسلمانوں سے کوئی تعلق۔ ہاں اگر سچی توبہ کریں اور جس اعلان سے اپنے کفر شایع کئے ہیں اسی اعلان کے ساتھ اُن کفروں سے اپنی توبہ شایع کریں تو امید قبول ہے اس وقت پھر ہمارے وہی بھائی ہیں۔ غالی رافضی کہ مولی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہیں یا مولی کرم اللہ وجہہ یا دیگر ایمہ اطہار پر وحی اترنا

یا اُن کا نبی ہونا مانیں یا اُن کو اگلے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل جانیں۔ یا صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو معاذ اللہ وہ ناپاک تہمت لگائیں یا قرآن مجید میں کسی سورت یا آیت یا کلمہ یا حرف کی کمی مانیں اوسی دخل بشری سے محفوظ نہ جانیں یا اپنے مجتہدین کو باوجود اس کے کہ اون سے ضروریات دین کا انکار سرزد ہوا اُن مجتہدین کو کافر نہ جانیں یہ سب بھی ویسے ہی قطعی اجماعی کافر ہیں کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے کافر ہے ہاں اگر کوئی رافضی ان سب کفروں سے پاک ہو ضروریات دین سے کسی بات کا نہ خود منکر ہو نہ اس کے کسی منکر کو اگرچہ ان کے یہاں کا کیسا ہی مجتہد اگلا پچھلا ہو مسلمان جانے بلکہ صراحۃً ان سب کو کافر مانے مگر خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت حق نجانتا ہو یا ان کی شان میں کلمات ملعونہ بک کر اپنے اوپر واحد قہار کی لعنتیں لیتا ہو یا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صحابی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے سے انکار رکھتا ہو تو الیسا رافضی بطور فقہا کافر ہے بہر حال نماز اُن سب کے پیچھے باطل ہے۔ ایسے ہی جہمیہ قدریہ معتزلہ فرق باطلہ منکرین ضروریات وقطعیات کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی

اسی طرح قادیانی مرتد کہ وہ بوجہ دعوی رسالت وانکار ضروریات دین وتوہین حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام و تکذیب انبیاء وانکار ختم نبوت کے یقیناً قطعاً ایسا ہی کافر ہو چکا کہ جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے اس کے پیرو بھی سب کافر ہیں۔ اُن کی پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی ایسے ہی چکڑالوی فرقہ کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی۔ جو تمام حدیثوں کے قطعی منکر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض نہیں جانتے حاصل کلام یہ ہے کہ اگر امام کے عقاید حد کفر پر پہونچ گئے خواہ صرف فقہا کے طور پر یا اون کے اور متکلمین دونوں کے طور پر تو ایسے امام کے پیچھے نماز بالکل نہ ہوگی وہ شخص جو معراج جسمانی کا مکہ شریفہ سے بیت المقدس تک بھی منکر ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی صاحب عذر دائم یعنی جس کو کوئی وضو توڑنے والا امر ایسا لگ گیا کہ فرض نماز بھی بے اُس کے نہیں پڑھ سکتا وہ اپنے سے کم عذر والے یا اُس شخص کا جس کو اس کا سا عذر نہ ہو اُس کا امام نہیں ہو سکتا۔ پہلی صورت کی مثال وہ شخص ہے جس کو پیشاب ہر وقت آنے اور ریح ہر وقت نکلنے دونوں کا عارضہ ہے یہ اُس آدمی کا جس کو صرف پیشاب نکلتے رہنے یا صرف ریح نکلتے رہنے کا عارضہ ہے امام نہیں ہو سکتا۔ دوسری صورت کی مثال

ایک شخص کو ہر وقت پیشاب آنے کا عارضہ ہے دوسرے کو ہر وقت
ریح نکلنے کا یہ دونوں باہم ایک دوسرے کا امام نہیں ہو سکتے۔
نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہوگی۔ اگرچہ تراویح ہو
یا نفل یہی اصح ہے مجنون کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی۔ اگر مجنون ہوش
میں ہو تو ہو جائیگی۔ جو شخص نشہ سے بیہوش ہو یا اور کسی وجہ سے بیہوش یا
معتوہ یعنی مختل عقل والا ہو بہکی بہکی باتیں کرے اُنکے پیچھے بھی نماز
نہ ہوگی عورت کے پیچھے مرد کی اور امی کے پیچھے قاری کی اور گونگے کے
پیچھے قاری اور امی دونوں کی اور ننگے کے پیچھے کپڑے پہنے ہوئے
کی اور مسبوق کے پیچھے دوسرے مسبوق کی اور لاحق کے پیچھے لاحق
کی نماز نہیں ہوگی مسبوق وہ ہے جسکی ابتدائی کوئی رکعت مثلاً پہلی
دوسری یا سب رکعات گئی ہوں اور آخر میں شریک ہوا ہو اور لاحق
وہ ہے جس کو ابتدائی حصہ نماز کا ملگیا آخر کا یا درمیان کا گیا مثلاً ایک رکعت
پڑھ لی تھی کہ وضو جاتا رہا وضو کرنے میں دوسری بھی جاتی رہی یہ پھر
وضو کر کے شامل ہو گیا یہ شخص لاحق ہے۔ سوار کی نماز پیادہ کے پیچھے
اور پیادے کی سوار کے پیچھے یا دو جانوروں پر سوار ہوں تو ہر ایک کی
دوسرے کے پیچھے ظہر پڑھنے والا عصر والے کے پیچھے یا کوئی فرض پڑھنے
والا دوسرے وقت کے فرض والے کے پیچھے قضا فرض پڑھنے والا ادا فرض

پڑھنے والے کے پیچھے اگرچہ دونوں ایک ہی وقت کے ہوں فرض پڑھنے
والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے یا مسافر جو عصر یا ظہر یا عشا قضا پڑھنا چاہی
وہ ادھین نمازوں کی قضا پڑھنے والے مقیم کے پیچھے یا ظہر پڑھنے
والا جمعہ پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا فاسد ہوگی جس
شخص کے کپڑے نجس ہوں اور دھونے سے معذور ہو وہ صاحب
عذر دائم کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ دونوں کے عذر علیحدہ ہیں
اسی طرح ہر وہ شخص جو مفسدات نماز سے نماز پڑھے اوس کے پیچھے
بھی نماز نہیں ہوتی. مفسدات نماز بہت ہیں بعض کثیر الوقوع یہاں
لکھے جاتے ہیں. نماز میں بولنا اگرچہ ایک ہی لفظ ہو مثلاً ہاں یا ہوں
یا جا یا آیا اف یا تف خواہ بھولے سے کہے. یا جان بوجھکر. یا کسی کی
زبردستی سے کہے یا بلا ضرورت کھکارے اح اح کرے کہ یہ بھی مفسد
ہے جبکہ مثلاً آواز صاف کرنے یا امام کو کسی بات پر خبردار کرنے یا اپنے
آپ کو نماز میں ظاہر کرنے کیلئے نہ کیا ہو اگر کھانسی اُٹھے اور باوجود
ضبط کرنے کے نہ رُکے تو اُس میں معافی ہے نماز فاسد نہوگی نماز میں
دنیاوی مصیبت کی وجہ سے باآواز رونا یا اف یا اوہ کرنا جبکہ مجبور محض
نہ ہو یا قدر مجبوری سے زیادہ کرے یا کوئی چھینکا اس نے یرحمک اللہ
کہا یا کسی نے اللہ تعالیٰ یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

لیا اس نے بقصد جواب جل جلالہ یا صلی اللہ علیہ وسلم کہا یا امام کے
سوا کسی اور کو کچھ بتایا۔ یا نماز میں کچھ کھانا پینا اگرچہ تھوڑا ہو ہاں اگر پہلے سے
دانتوں میں کوئی چیز چنے سے کم تھی اوس کو صرف نگل لے تو البتہ مفسد
نہیں۔ اور اگر تین بار چبایا تو نماز فاسد ہوگئی ہر عمل کثیر بھی مفسد ہے۔ عمل
کثیر یہ ہے کہ جو شخص اسے دور سے دیکھے اور اُس کو پہلے سے اس کا نماز
میں ہونا معلوم نہ ہو وہ اس کام کے کرنے سے اس کو یقین کرے کہ یہ نماز
میں نہیں ہے۔ یا قبلہ سے بے عذر کے سینہ پھیر دینا۔ یا بے وضو یا حالت
جنابت یا نجاست قدر معافی سے زیادہ لگی ہوئی نماز پڑھنا یا ستر کھلے نماز
پڑھنا یا راگنی میں قرات کرنا یعنی حروف کو گھٹا بڑھا کر گانے کے اصول
پر کرنا کہ اگر معنی بدل جائیں تو یہ بھی مفسد ہے یا بے معنی ہو جائیں۔ البتہ
الف یا یاء تحتانیہ یا واو جبکہ یہ خود ساکن اور ماقبل کی حرکت ان کے
موافق مثلاً ماقبل الف زبر ماقبل یاء زیر ماقبل واؤ پیش ہو تو اس صورت
میں جب حد سے زیادہ بہت گھٹاؤ بڑھاؤ ہو جارے گا خواہ معنی بدلیں
یا نہیں نماز فاسد ہوگی۔ رہی یہ بات کہ حروف اپنی اصلی حالت پر رہیں
اور موافق قواعد تجوید گھٹیں بڑھیں اور خوش آوازی سے اچھے لہجہ
میں پڑھیں اس طرح نماز اور خارج نماز پڑھنا ہر طرح مستحب ہے اگرچہ
بلا قصد کسی وزن موسیقی سے مطابق ہو جائے مفسدات میں سے

بعض مسائل زلۃ القاری کے ہیں یعنی بھولے چوکے نماز میں کچھ تغیر وتبدل قرآن مجید میں ہوگیا۔ اس کا یہ حکم ہے کہ اگر ایسی تغییر قرآن میں کی جس کا اعتقاد کفر ہے خواہ وہ اعراب میں یعنی زیر زبر پیش میں ہو یا تخفیف و تشدید میں یا حروف کے مخارج میں یا خود لفظ میں یا حرکت و سکون میں کسی میں ہو اس صورت میں مطلقاً نماز فاسد ہوگی خواہ وہ متغیر قرآن میں کسی جگہ موجود ہو یا نہ ہو مگر ایسی صورت میں یہ حکم نہ ہوگا جبکہ کوئی پورا جملہ تبدیل کیا اور اُس پر پوری طرح سے رُک کر دوسرے جملوں سے اُس کو علیحدہ کردیا۔ اور اگر تغییر ایسی نہیں جس کا اعتقاد کفر ہو اس صورت میں اگر اُس متغیر کا مثل قرآن میں نہ ہوگا اور معنی قرآن سے بہت بعید ہوں گے جب بھی نماز بالاتفاق فاسد ہوگی جیسے ہذا الغبار پڑھنا ہذا الغراب کے بجائے اور ایسے ہی اگر اُس متغیر لفظ کے کچھ معنی نہ ہوں جب بھی نماز فاسد ہوگی جیسا سرائر کے بجائے سرایل پڑھنا اور اگر اُس متغیر کا مثل قرآن میں موجود ہو اور معنی مراد قرآنی سے بعید ہوں جب بھی فاسد ہوگی عند ابی حنیفۃ و محمد رحمہما اللہ خلافاً لابی یوسف رحمہ اللہ اور احوط یہی ہے کہ فاسد ہوگی۔ اور اگر مثل اُس متغیر کا قرآن میں نہ ہو مگر معنی نہ بدلیں تو اُس وقت فاسد نہ ہوگی عند ابی حنیفہ و

محمد رحمہما اللہ خلافاً لابی یوسف رحمہ اللہ یہ ایک قاعدہ ہے جس پر جزئیات متفرع کر کے اُن کے بھی احکام نکل سکتے ہیں مگر نکال وہ ہی شخص سکتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ کون سا تغیر موجب کفر ہے اور کون سا نہیں اور کہاں تغیر بعید ہے اور کہاں نہیں جس کیلئے علم کامل چاہیے ہم ایسے ناقصین کو تو علماء کاملین کے کتب اور خود اُن ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور حتی الامکان نماز میں خوب ہوشیاری سے پڑھے تاکہ کوئی غلطی کسی قسم کی ہونے ہی نہ پائے آجکل لوگ بہت بے پروائی حروف کے ادا کرنے میں کرتے ہیں کوئی ض کو عمداً دال کوئی زا کو ذال کوئی صاد کو سین ۔ سین کو ث پڑھتا ہے اُن لوگوں کی نماز نہ خود ہو نہ دوسروں کی ان کے پیچھے ہو سب کی نماز کا وبال ان کے سر ہے اس کا بہت ہی حد درجہ کی سختی سے خیال رکھنا فرض ہے کہ حروف اپنی اصلی مخارج پر نکلیں ۔ بعض سمجھتے تو یہ ہیں کہ ہم صحیح حروف پڑھتے ہیں مگر نکلتا غلط حرف ہے اِن کو بھی بہت ہی توجہ کرنی چاہیئے اور حروف کو صحیح پڑھنا چاہیئے ورنہ قصداً سہل سمجھکر کچھ کا کچھ پڑھنے سے نماز ہرگز نہ ہوگی اُلٹا وبال پڑے گا اور اگر اصرار کیا اور اُسی غلط کو غلط جان کر قرآن بھی کہا تو وہ شخص کافر ہو جائے گا یہ جو ہمارے زمانہ میں مغضوب کو مغظوب اور ولا الضالین

کو ولاالضالین پڑھتے ہیں ان کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی ہے امور
دینیہ میں سے نماز بہت اہم چیز ہے۔ اس کا بہت خیال رکھنا اور
ضروری مسائل ہر کسی کو سیکھ لینا فرض ہے۔ زمانہ سلف میں آیمہ پڑھے
لکھے بڑے بڑے علماء ہوتے تھے آجکل کی اندھیر نگری نہیں تھی۔ دین کی
طرف سے لاپرواہ ہوکر مسلمانوں پر جو تباہی آئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ وہابی
نیچری۔ کافر۔ مرتد سب کے ساتھ اتفاق کرنے کے خیال نے دین بالکل
ہاتھ سے کھودیا اب مسلمان بھی ایک قومی نام رہ گیا ہے جب ہی تو بدمذہب
سے بدمذہب کافر مرتد سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے آج کتنے مسلمان ایسے
دکھائی دیتے ہیں جو اور تو اور عقاید ضروریہ سے بھی واقف ہوں۔ برخلاف
اسکے۔ بی۔ اے، ایم۔ اے وغیرہ بہت سے دکھائی دیتے ہیں جن میں سے
کوئی تو نماز پر قہقہہ لگاتا ہے کوئی روزہ پر ہنسی اڑاتا ہے۔ غرض اسلام کی ہر
بات کو جو خلاف نفس ہو ایسے ہی ٹھٹوں میں اڑاتا اپنی عقل کو ہی اپنا رہبر
بنائے پھرتا ہے یہاں تک کہ کوئی خدا کے وجود تک سے منکر فلسفہ اور سائنس
کے نشہ میں سرشار ہے یہ سب دینی مسائل سے بے پروائی کا نتیجہ ہے اگر ایسے
لوگوں میں دنیاوی ترقی ہوئی تو انصاف یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں
کی کچھ بھی ترقی نہوگی بلکہ اور ایک گروہ اسلام سے نکل گیا۔ علوم جدیدہ
جہاں تک خلاف شرح نہ ہوں پڑھنا اور دنیاوی ترقی جائز طرح کرنا

شرعاً منع نہیں مگر کب جبکہ دین کی حفاظت کا پورا سامان پہلے مہیا ہو جائے
اسکے بعد ہرگز دنیاوی ترقی جائز طرح کرنا ممنوع نہیں ہے کیا اچھا ہوتا اگر
مسلمانوں میں دنیاوی ترقی کے ساتھ دین بھی مضبوطی سے ہوتا اور
ہم اپنے اسلاف کے پورے اخلاف ہوتے ورنہ یوں تو ؎

مبادا دل آں فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

گورنمنٹ انگریزی نے ہم کو بہت کچھ آزادی دے رکھی ہے جس میں ہر طرح
ہم مسلمان صورت مسلمان سیرت رہ کر دنیاوی ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر جب
خود ہمارے ہی دل دین سے بیزار ہوں اپنی ہر چیز کو نفرت اور حقارت
سے دیکھیں تو گورنمنٹ کیا کرے۔ یا الٰہ العالمین تو مجھ کو اور سب مسلمانوں
کو نیک توفیق عطا فرما بطفیل اپنے حبیب مکرم حضور محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے۔ آمین۔

خاتمہ مساجد کی تعظیم کے بیان میں

آجکل لوگ مساجد کی بہت ہی بے ادبی کرتے ہیں کوئی اُن میں سوتا
ہے کوئی تمام دنیا بھر کے مشورے سود وغیرہ کے معاملات تک وہیں چکاتا
ہے کوئی سب گھر گرہستی کا سامان وہیں جمع کئے اُن کو گھر بنائے بیٹھا ہے
غرض دنیا بھر کے معاملات ہنسی دل لگی مذاق سب وہیں ہوتے ہیں اور
تو اور اب یہ طریقہ نکلا ہے کہ کوئی حاکم نیا آیا تو اس کی خوش آمدید مسجد میں ہی

کی گئی کسی حاکم نے دنیا سے کوچ کیا اسکی تعزیت کا جلسہ مسجد ہی میں منعقد ہوا اے بھائیو کچھ تو خدا سے ڈرو۔ آخر ایک دن مروگے جب اللہ ان باتوں سے سوال کرے گا فرمائیگا کہ مسجدیں میرے ذکر کے لئے بنائی گئی تھیں تم نے یہ فعل اُن میں کس کی اجازت سے کئے تو کیا جواب دوگے کیا اُس وقت یہ حکام تمہاری سفارش اللہ تعالیٰ سے کر سکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تمہاری ہی بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ شاہان مغلیہ کی بنوائی ہوئی مشہور مساجد میں ہنود و نصاری مجوس سب بے تکلف پھرتے ہیں اگر تم اس کو روا نہ رکھتے تو کیوں ایسا ہوتا۔ آخر وہ کوئی تماشا گاہیں تو ہیں نہیں جن میں عام لوگ پھرا کریں وہ تو اللہ واحد قہار کی عبادت گاہیں ہیں پھر کیا وجہ کہ ہم تو ہنود و نصاری کے معابد میں ایسے بے تکلف جانا در کنار گھسنے بھی نہ پاویں اور وہ یوں بے تکلف جوتے پہنے ہوئے پھریں اگر گورنمنٹ سے تم اس کا انتظام چاہو تو وہ ضرور کرے مگر جب تم ہی سر اور آنکھوں پر اُن کی جوتیوں کو رکھو تو گورنمنٹ کی بیزار کو کیا غرض جو وہ خواہ مخواہ دخل دے۔ مسجدوں کو بدبو کی چیزوں سے بچانا فرض ہے جیسے مٹی کا تیل وغیرہ۔ وہاں کچا لہسن پیاز یا تمباکو کھا کر یا حقہ پی کر جب کہ ان کی بدبو باقی ہو آنا منع ہے گناہ ہے دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے نہ وہاں مول تول خرید فروخت کرے نہ فضول شعر گوئی کرے نہ مسجد

میں بے ضرورت گزرے نہ لڑے نہ چیخے چلائے نہ پاگل مجنون کو لائے
نہ چھوٹے بچوں کو لائے نہ مسجد میں وضو کرے نہ وہاں بے ضرورتا
سیئے پروئے نہ مسجد کے درودیوار پر تھوکے لڑکوں کو پڑھانے کیلئے
مسجد میں لانا یا مسجد میں سوال کرنا یا مسجد میں جس نے سوال کیا اُس
سائل کو کچھ دینا یہ سب نہ کرے یہانتک کہ مباح باتیں بھی مسجد میں نہ
کرے کہ مباح باتوں کیلئے مسجد میں بیٹھنے سے وہ باتیں نیکیوں کو ایسے
کھا جاتی ہیں جیسے جانور گھاس چارہ کو۔ بغیر اعتکاف کے مسجد میں نہ سوئے
البتہ بعض مسافر کو جس کا گھر نہ ہو اُس کو اجازت دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے
کہ وہ بھی اعتکاف کی نیت کرلے مسجد کو چوپالیں نہ بنائیں اُنکی بہت
قدر کریں وہاں پلنگ وغیرہ نہ بچھائیں اللہ سے ڈریں قیامت کا قرب ہے
اللہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبّت عطا کرے اور ایمان پر ہماری زندگی اور خاتمہ کرے آمین۔
وَاٰخِرُ دعونا ان الحمد للہ والصلاۃ علی سیدنا و مولانا محمد
وعلی الہ والصحابہ والاولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا معھم اجمعین ۵

صلوٰۃ وسلام

عندلیب باغ طیبہ حضرت سید محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ

اخترِ برجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
آفتابِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ضوفشاں رُخ کی طلعت پہ روشن درود
مشعلِ بزمِ وحدت پہ روشن درود
ماہتابِ حقیقت پہ روشن درود
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پہ صدقے وقارِ حرم
جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم
نوشۂ بزم پروردگارِ حرم
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

رُوحِ والشمس وطٰہٰ پہ دائم درود
حسنِ روئے مجلّٰی پہ دائم درود
تاجدارِ تدلّٰی پہ دائم درود
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور
منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوب ربِ مالکِ بحر و بر
صاحبِ رجعتِ شمس وشق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

لامکاں کی جبیں بہرِ سجدہ جھکی
رفعتِ منزلِ عرشِ اعلیٰ جھکی
عظمتِ قبلۂ دین و دنیا جھکی
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں — دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں — وہ زباں جب کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں — رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں — جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا دیئے مال اور زر دیا — حور و غلماں دیئے خلد و کوثر دیا
دامنِ مقصدِ زندگی سے بھر دیا — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں — کوئی مثلِ یداللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں — جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

آسماں مِلک اور جو کی روٹی غذا — لامکاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
کُن وکاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا ضوفگن دین دُنیا کا چاند — آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند
نکلا جس وقتِ مسعود بطحا کا چاند — جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

دلکش و دلربا پیاری پیاری پھبن — خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن
جس پہ قرباں اچھی سے اچھی پھبن — اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

فرقِ مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی — قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش، جلووں میں گم ہے کوئی — کس کو دیکھا، یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حق کے محرم امام التقیٰ والنقیٰ — ذات اکرم امام التقیٰ والنقیٰ
قطبِ عالم امام التقیٰ والنقیٰ — غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ایسی برتر ہوئی گردنِ اولیاء — اوج مہ پر ہوئی گردنِ اولیاء
عرش پر سر ہوئی گردنِ اولیاء — جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ہے خدایا کرم بار تیری جناب — از طفیلِ جنابِ رسالت مآب
وہ کہ جن کا ہے یٰسین و طٰہٰ خطاب — بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

ابرِ جود و عطا کس پہ ؟ برسا نہیں — تیرا لطف و کرم کس نے دیکھا نہیں
کس جگہ اور کہاں؟ تیرا قبضہ نہیں — ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

آفتابِ قیامت کے بدلے ہوں طور — جبکہ ہو ہر طرف "نفسی نفسی" کا دور
جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور — کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مرشدی شاہ احمد رضا خاں رضا — فیضیاب کمالات حساں رضا
ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضا — جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تعریف و تحسین

اس رسالہ مبارکہ کی تصدیق اور تحسین میں اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ محمد احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالی عنہ قادری برکاتی آل رسول کا مفاوضہ عالیہ بنام برادر مصنف مغفور فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی غفرلہ حضرت والا صاحبزادہ واجب الاعظام دامت برکاتہم۔ تسلیم تین روز ہوئے کہ مبارک رسالہ تشریف لایا۔ بیچ میں ڈیڑھ روز کامل اور ضروری مسائل واشغال میں تصرف ہوا۔ ڈیڑھ روز سے کم میں اسے مطالعہ کیا۔ حضرت نے ساڑھے تین آنے کے ۱۴ ٹکٹ رجسٹری کے لئے ارسال فرمائے۔ خاندانی نیازمند سے اس تکلف کی حاجت نہیں۔ ٹکٹ واپس حاضر ہیں۔ رسید رسالہ سے مشرف فرمائیں۔ زیادہ خوشی اس کی ہوئی کہ کفار مرتدین کی اس میں خوب خبر لی گئی۔ مولی تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! کیا اچھا ہو کہ یہ مبارک رسالہ واضح قلم سے اچھے مضبوط خوشنما کاغذ پر کشادہ حرفوں واسع بین السطور میں پانچ جز پر چھپے کہ بچے عورتیں بوڑھے سب بے تکلف اس سے بہرہ مند ہوں۔ حضرت والا سید ابوالقاسم شاہ جی میاں دامت برکاتہم کی خدمت میں آداب نیاز۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بریلی ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ (۱۳ھ) یوم الخمیس

سلسلہ اشاعت نمبر ۹

فضائلِ قرآن

قرآن مجید کے عمومی و سورتوں کے خصوصی فضائل

احادیث کی روشنی میں

مولانا افتخار احمد قادری مصباحی

رکن المجمع الاسلامی مبارکپور

ناشر

ادارہ تصنیفاتِ امام احمد رضا

اخوند مسجد، کھارادر کراچی

- بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترامِ نبوت کا کماحقہ پاسدار
- مسلکِ اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کا صحیح ترجمان
- قرآن پاک کا صحیح اور سب سے زیادہ مقبول ترجمہ
- کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان

کنز الایمان شریف

ترجمۂ قرآن (اردو)

اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز

- قاری محمد ظفر احمد ابن مفتی محمد مظفر احمدؒ کی خوش الحان تلاوت قرآنِ پاک۔
- محترم سید محمد علی حمزہ گوہر کے منفرد انداز میں ترجمۂ قرآن۔
- جدید ترین اسٹوڈیو میں ماہرین کی زیرِ نگرانی اسٹیریو ریکارڈنگ۔
- تیس ۳۰ کیسٹوں پر مشتمل مکمل سیٹ۔ ہر پارہ علیحدہ کیسٹ میں۔